﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک16اکتوبر 2015ء | 02محرم 1437 ہجری قمری ❁ 16اخاء 1394 ہجری شمسی | شمارہ42

روحانی نہر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر بہتی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس پر کچھ گندگی باقی رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کوئی گندگی نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے جن کے ذریعہ اللہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب المشی الی الصلوٰۃ حدیث نمبر :1071)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اِس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدّی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز قرآن شریف کی یہ تعلیم نہیں ہے۔

''اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اِس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدّی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز قرآن شریف کی یہ تعلیم نہیں ہے اور نہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح آئے گا جو جبراً مسلمان کرے گا اور انسانوں کو قتل کرنا اس کا کام ہوگا۔ جس مہدی یا مسیح نے آنا تھا وہ آچکا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ مسیح غلبۂ صلیب کے وقت آتا؟ کیا سب سے اوّل درجہ کی علامت مسیح موعود کی یہ نہیں ہے کہ وہ صلیب کے غلبہ میں آئے گا۔ اب خود دیکھ لو کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں صلیبی مذہب کس قدر ترقی کرتا گیا اور کس قدر نہایت سُرعت کے ساتھ اس کا قدم دن بدن آگے ہے۔ ایسی قوم ملکِ ہند میں کونسی ہے جس میں سے ایک جماعت اس مذہب میں داخل نہیں کی گئی۔ کروڑ ہا کتابیں اور رسالے دینِ اسلام کے ردّ میں شائع ہو چکیں یہانتک کہ اُمّہاتُ المومنین جیسی گندی کتاب بھی تمہاری تنبیہ کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ سے شائع ہوئی۔ بیچاری چودھویں صدی میں سے بھی جس پر ایسی ضرورت کے وقت میں مجدد نے آنا تھا سولہ برس گزر گئے لیکن آپ لوگوں نے اب تک مسیح موعود کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ زمین نے صلیبی مذہب کے غلبہ کی وجہ سے مسیح موعود کی ضرورت پر گواہی دی۔ اور آسمان نے خسوف کسوف کو رمضان میں عین مقررہ تاریخوں پر دکھلا کر اُس مہدی معہود کے ظاہر ہو جانے کی شہادت دی۔ اور جیسا کہ مسیح کے وقت کی نشانی لکھی تھی اُونٹوں کی سواری اور بار برداری میں بھی ریل گاڑیوں نے فرق ڈال دیا اور جیسا کہ علامات میں لکھا تھا ملک میں طاعون بھی پھوٹی۔ حج بھی روکا گیا اور اہلِ کشف نے بھی اسی زمانہ کی خبر دی اور نجومی بھی بول اُٹھے کہ مسیح موعود کا یہی وقت ہے۔ اور جس نے دعویٰ کیا اُس کا نام بھی یعنے غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنے تیرہ سو (1300) کا عدد جو اِس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدّد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔ مگر آپ لوگوں کی اب تک آنکھ نہیں کھلی۔ آپ لوگ اِسلام کی ہمدردی کے یہی معنے سمجھتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو ایسے شخص کو جس کے منہ سے اسلام کی مخالفت اور توہین کا کلمہ نکلے سزا دی جائے یا دلائی جائے۔ جیسا کہ اُمّہاتُ المؤمنین کے شائع ہونے کے وقت میں بھی یہی کارروائی کی گئی اور گورنمنٹ کو جتلایا گیا کہ ہم اِس کتاب کا جواب لکھنا نہیں چاہتے صرف سزا دلانا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ ایسی درخواست اس صورت میں قابلِ توجہ ہو سکتی تھی کہ کتاب مذکور قانون سڈیشن کے نافذ ہونے کے بعد تالیف ہوتی اس لئے وہ درخواست نامنظور ہوئی۔ اور یہ تو خود آپ لوگ اشارۃً اقرار کر چکے کہ ہم ردّ لکھنا نہیں چاہتے۔ تو گویا نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

غرض یہ عادت جوش اور اشتعال اور انتقام طلبی کی اچھی نہیں۔ اس سے اِسلام بدنام ہو رہا ہے۔ یاد رکھو کہ اب جو شخص مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر آوے اور لیاقت صرف اتنی ہو کہ لوگوں کو تلوار کا خوف دِکھلا کر مسلمان کرنا چاہے تو بلاشبہ وہ جھوٹا ہوگا نہ صادق۔ جن کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ سچائی اور آسمانی نشانوں کی تلوار دیتا ہے اُن کو اِس لوہے کی تلوار کی کیا ضرورت ہے۔ یہ جہالت اور سخت نادانی ہے کہ اس زمانہ کے نیم مُلّا فی الفور کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبراً مسلمان کرنے کے لئے تلوار اُٹھائی تھی اور انہی شبہات میں ناسمجھ پادری گرفتار ہیں۔ مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہوگی کہ یہ جبر اور تعدّی کا الزام اُس دین پر لگایا جائے جس کی پہلی ہدایت یہی ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرۃ:257) یعنے دین میں جبر نہیں چاہیے''۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 تا 158)

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امام مہدیؑ کا مقام

محمد حمید کوثر صاحب۔ (ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہندوستان)

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰاةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (الصف:7)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہؤا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

مخبر صادق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دی تھی کہ: يُوْشَكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 156 بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) یعنی (اے مسلمانو!) تم میں سے جو زندہ ہوگا وہ عیسیٰ بن مریم کو اسی حال ملے گا کہ وہ امام مہدی ہی ہوں گے۔ ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن) بجز عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ہونا تھا۔ احادیث کی معتبر کتاب صحیح مسلم میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مذکور ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں آنے والے مسیح و مہدی کا مقام و مرتبہ واضح کرتے ہوئے اسے چار بار نَبِیُّ اللّٰہ فرمایا۔ اُس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اے مسلمانو! یاد رکھو امت محمدیہ میں آنے والا مسیح و مہدی اللہ کا نبی ہوگا۔

يُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰی وَ اَصْحَابُهٗ
فَيَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰی وَ اَصْحَابُهٗ
يَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰی وَ اَصْحَابُهٗ
فَيَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰی وَ اَصْحَابُهٗ
(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مسیح و مہدی یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ آئے گا تو مسیح نَبِیُّ اللّٰہ اور اس کے اصحاب دشمن کے گھیرے میں محصور ہو جائیں گے۔ پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے اصحاب خدا کے حضور دعا اور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔ اس دعا کے نتیجہ میں مسیح، نبی اللہ اور اس کے اصحاب مشکلات کے گھیرے سے نجات پا کر دشمن کے کیمپ میں گھس جائیں گے۔ لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی۔ اور پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے اصحاب دوبارہ خدا کے حضور دعا کرتے ہوئے جھکیں گے اور اللہ ان کی مشکلات کو دور فرما دے گا۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آگاہ اور متنبہ فرمایا کہ جب مسیح و مہدی موعود دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنوں کا سامنا کر رہے ہوں گے اور دین مصطفیٰ کا دفاع کر رہے ہوں گے تو تم حضرت امام مہدی کے معین و مددگار بننا۔ وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ اللہ کا نبی ہوگا۔ اللہ کے نبی کا انکار اس کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امام مہدی و مسیح موعود کی بعثت کی بشارت دی تھی جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں جن کی پیدائش تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں 14/شوال 1250 ہجری بمطابق 13 فروری 1835ء کو بمقام قادیان پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔ بچپن اور جوانی کا زمانہ گزرنے کے بعد جب اُن کی عمر تقریباً 47 سال کی ہوئی تو مارچ 1882ء یعنی تیرھویں صدی ہجری کے آخر (1299ھ) میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا: يَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰهُ فِيْکَ ...... كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 265) یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ ہر ایک برکت محمدؐ کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم پائی۔ کہہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ (تذکرہ صفحہ 35)

سورۃ الصّف میں مذکور هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ (الصّف:10) کے پہلے مصداق سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس الہام میں آپؐ کی متابعت و غلامی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُمّتی رسول بنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں اس اعلان کو بار بار دہرایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اُسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اُسی نے مجھے موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

اس مضمون کو مزید بیان کرنے سے قبل دو امور کی وضاحت ضروری ہے۔ اُن میں سے پہلی تو یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں دو "مسیحوں" کا ذکر ہے۔ پہلا (مسیح علیہ السلام) جن کا نام انجیل میں یسوع بیان ہوا ہے۔ وہ آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل فلسطین کے شہر بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ ان کے دشمنوں نے انہیں صلیب دے کر مارنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں صلیب سے زندہ اتارنے کے انتظام و اسباب فرمائے۔ صلیبی واقعہ کے بعد انہوں نے ہجرت کی اور آخری عمر میں سری نگر کشمیر پہنچ گئے۔ وہاں ان کی وفات ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوگئی۔ اور سری نگر میں ہی ان کی قبر ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران:144) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔ اور اُن میں سے اب کوئی اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ پہلے والے 'مسیح ابن مریم' کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر فرما دیا" وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اسرائیل" (سورۃ آل عمران:5) وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔" وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ" (الحدید:28) ہم نے اُسے انجیل دی۔ جس عیسیٰ ابن مریم کو قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا رسول اور صاحب انجیل لکھ دیا گیا ہے۔ وہ امت محمدیہ کی طرف نہ رسول بن کر اور نہ اُمّتی بن کر آ سکتا ہے۔ کیونکہ ہر حقیقی مسلمان کا ایمان ہے کہ جو قرآن مجید میں لکھ دیا گیا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ قرآنی الفاظ کے مطابق اُمّت محمدیہ کی طرف رسول بن کر ہرگز نہیں آ سکتے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں جس عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ دوسرے عیسیٰ ابن مریم ہیں جو پہلے عیسیٰ ابن مریم کے مثیل ہوں گے۔ اور صاحبِ قرآن ہوں گے۔ وہی امام مہدی ہوں گے۔ اور نسلی اعتبار سے ابناء فارس میں ہوں گے۔ اور اسی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے امت محمدیہ وہ دوسرا مسیح و مہدی "فِيْكُمْ" اور "مِنْكُمْ"، تم میں سے ہوگا"۔ لہٰذا احادیث میں جہاں کہیں عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے یا ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے اُس سے مراد مثیل عیسیٰ ابن مریم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔

دوسری وضاحت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری شرعی نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک آپ جیسا شرعی نبی و رسول اس روئے زمین پر نہیں آ سکتا۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے مطابق آپ کے بعد اب کوئی تشریعی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لحاظ سے آپ آخری شریعت والے نبی ہیں۔ البتہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء:70) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر انعام کیا گیا یعنی انبیاء، شہداء، صدیق اور صالحین۔ اس آیت سے واضح ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اور اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوگی تو اُسے ظلّی طور پر مقام نبوت بھی انعام کے طور پر عطا ہوگا۔ اسی لئے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَ لَا تَقُوْلُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (درمنثور جلد 5) یعنی اے لوگو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ تو کہا کرو آپؐ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

خاتم الانبیاء کی تو بہت سی تفسیریں ہیں اُن سب کا ذکر تو اس محدود وقت میں نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر یہی مطلب لے لیا جائے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے تو مراد یہ ہوگی کہ شریعت والی نبوت و رسالت کا سلسلہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ البتہ امت محمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا نبی، صدیق، شہید اور صالح بنا دے گا۔ اور یہی مفہوم حضرت عائشہؓ نے سمجھایا کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو محض اپنی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے صدقے اُمّتی نبی و رسول کا مرتبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی تو ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اسی بنا پر مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔"
(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411)

امام مہدی کا یہی مقام و مرتبہ ہے جو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید اور احادیث میں بیان ہوا ہے۔

تقریر کے شروع میں آپ نے قرآن مجید کی جو آیت سماعت کی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔"

اس آیت کے پہلے مصداق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ کے ظل کے طور پر دوسرے مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود ہیں۔ چنانچہ حضرت المصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ دوم آیت اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلٰت:12) اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ کیونکہ اس آیت میں مسیح موعود کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اس کے زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہوں گے۔ اس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے اس کے نبی اور رسول ہونے میں کیا شک کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہم پہلے سب نبیوں کو اس بنا پر نبی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام نبی رکھا ہے تو مسیح موعود کے رسول نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے وہی حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصّف:9) یعنی وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دنیا پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔ اس آیت کے پہلے مصداق سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ظلّی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اس آیت کے متعلق تفاسیر میں زیر آیت لکھا ہے کہ "هٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِیّ" کہ اسلام کا یہ غلبہ تمام ادیان پر امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

شیعوں کی مشہور کتاب "بحار الانوار" میں اس آیت کے بارے میں لکھا ہے کہ نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ کہ یہ آیت آل محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر شیعوں کی ایک اور معتبر کتاب "غاية المقصود" جلد 2 صفحہ 123 میں لکھا ہے کہ "مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است" اس آیت میں جو رسول موعود ہے اس سے مراد امام مہدی ہے۔

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 370

مکرم ابو جہان یاسین صاحب (2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم ابو جہاں یاسین صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں مزید کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے۔وہ لکھتے ہیں:

خواہش کی تکمیل اور صداقت کا یقین

ایم ٹی اے کے پروگرامز کو دیکھ کر میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔خصوصًا اس لئے بھی کہ اپنے علاقوں میں ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ عیسائیت کی تبلیغ کو دیکھ کر بچپن سے ہی میرے دل میں یہ خواہش جوش مارتی تھی کہ کاش کوئی قابل مسلمان عیسائیت کا اسلامی نقطہ نگاہ سے جواب دے۔ایم ٹی اے کے بعض پروگراموں کی شکل میں آج میری خواہش کی تکمیل میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب کے بیان کی قوت اور ان کے دلائل دراصل مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے علم کلام سے ماخوذ ہیں تو میرا دل جماعت اور بانیٔ جماعت کی صداقت کے بارہ میں انشراح واطمینان کے جذبات سے بھر گیا۔

تفسیر کبیر کی تاثیر

پھر ایم ٹی اے سے مجھے جماعت کی عربی ویب سائٹ کا پتہ چلا۔جب میں نے وہاں سے تفسیر کبیر پڑھی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وسعت علم، آپ کا طریقِ تفسیر اور عربی زبان پر گرفت، نیز اپنے موقف کو عقل ومنطق کے موتیوں سے مرصّع کر کے پیش کرنے کا انداز بہت پسند آیا۔اسی طرح ویب سائٹ پر موجود دیگر امور ایسے تھے جن کے بارہ میں ٹھہر کر سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی کیونکہ وہ مطالعہ کے دوران ہی بڑی خاموشی سے دل میں اترتے چلے گئے۔

میں نے اپنے والد صاحب کو بتایا تو انہیں بھی جماعت کی کتب اور مضامین پسند آئے لیکن جنّوں کے روایتی عقیدہ کی نفی ان کے آڑے آ گئی۔ان کے نزدیک جنّوں کے وجود کے انکار کا مطلب اپنے خاندان کی تاریخ کا انکار تھا، کیونکہ میرے والدین کے خاندانوں کے افراد کے ساتھ ایسے واقعات بکثرت ہوئے تھے جن کو وہ جنّوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔اسی طرح بعض اولیاء وصلحاء کی طرف منسوب ہونے والے بعض واقعات سے بھی وہ جنّوں کے مخفی وجود اور ان کی بعض کارروائیوں کے قائل تھے، اور جنّوں کے ایسے وجود کا انکار ان کے نزدیک خاندان کے بزرگوں اور گزشتہ اولیاء وصلحاء کو جھوٹا قرار دینے کے مترادف تھا۔

بہر حال سب گھر والوں میں سے صرف میرے چھوٹے بھائی نے میری باتوں پر کان دھرا اور انہیں اپنے دوستوں میں پھیلانے لگا۔

نام نہاد علماء کی آمد

فوج میں تکفیری خیالات کے حامل عناصر کے پھیلنے کی اطلاع پر بعض علماء اور مولوی حضرات کو فوج میں وعظ وتلقین کے لئے بھیجا گیا۔لیکن ان کے بارہ میں عمومی خیال یہ تھا کہ یہ حکامِ بالا کو غلط سلط رپورٹس ارسال کرتے ہیں اس لئے ان مولوی حضرات کے ساتھ اکثر آفیسرز کا سلوک اچھا نہ تھا۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مولوی حضرات کو اپنے مقام ومرتبہ کا زعم بھی تھا اور اس کے مطابق وہ آفیسرز سے اپنی عزت وتکریم کی توقع کرتے تھے بلکہ بعض اوقات اپنی بڑائی کا اظہار بھی کر دیتے تھے، لیکن آفیسرز کو یہ بات ناگوار گزرتی تھی، تاہم دیگر آفیسرز کی روش کے برعکس میرا ان علماء اور مولوی حضرات کے ساتھ بہت اچھا تعلق تھا۔میں نے ان سے حضرت سلیمان سے بات کرنے والی ''نملہ،، کے بارہ میں پوچھا کہ کیا وہ واقعی چیونٹی تھی یا ''نمل،' نامی قبیلہ کی کوئی عورت تھی؟ نیز ان سے کہا کہ میرے خیال میں جنّوں کے بارہ میں روایتی عقیدہ غلط ہے۔ان میں سے کسی نے تو یہ جواب دیا کہ ہمیں ان امور کے بارہ میں پورا علم نہیں ہے، اور کسی نے یہ کہہ کر مجھے خاموش کرا دیا کہ ہم یہاں آیات کی تفسیر بیان کرنے کے لئے نہیں آئے۔ تاہم ان میں سے ایک نوجوان مولوی نے اس معاملہ میں تحقیق کر کے جواب دینے کا وعدہ کیا۔ کچھ ہفتوں کے بعد اس نے بتایا کہ اس کے ایک دوست نے تحقیق کے بعد یہ جواب دیا ہے کہ ان امور کے بارہ میں جو جماعت کچھ تفاسیر پیش کرتی ہے اس کے بانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔اور ایسے لوگوں کی باتوں کو آگے پھیلانا کسی فتنہ سے کم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس نوجوان مولوی نے بھی مزید بات کرنے سے معذرت کر لی۔لگتا ہے کہ اس نے بعد میں دیگر فوجیوں کو جماعت اور جماعت کی ایسی تفاسیر سے بھی دور رہنے کا مشورہ دینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس کے بعد میں نے اپنے جس دوست سے بھی ان مفاہیم کے بارہ میں بات کرنے کی کوشش کی اس نے مولوی صاحب کے ہی الفاظ دہراتے ہوئے سننے سے انکار کر دیا۔

دوست کی بیعت اور قربانی

میرے دوستوں میں سے صرف توفیق صاحب نے نہ صرف بات سنی بلکہ اصرار کے ساتھ مزید جاننے کی خواہش کا بھی اظہار کیا، اور حق روشن ہونے پر قبول کر لیا، پھر انہیں اسی جرم کی پاداش میں نوکری سے بھی ہاتھ دھونے پڑے اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ (گزشتہ اقساط میں ان کے اس سفر کی داستان شائع ہو چکی ہے)۔ جب مجھے علم ہوا کہ توفیق صاحب نے بیعت کر لی تھی اور اس ''جرم،، کی سزا بھی خوشی خوشی کاٹ رہے ہیں تو مجھے اپنے ضمیر کے سامنے بہت شرمندگی کا احساس ہوا۔ کیونکہ جسے میں نے تبلیغ کی تھی وہ تو بیعت کر کے ایمان میں اتنی ترقی کر گیا کہ ایمان کی خاطر ہر سزا کو برداشت کرنے کے لئے بھی تیار ہو گیا جبکہ میں ابھی تک ایمان کی پہلی دہلیز یعنی بیعت کا مرحلہ ہی عبور نہ کر سکا تھا۔

ایک نشان کے بعد بیعت

توفیق صاحب کی طرح میں بھی گھر کا واحد کفیل تھا اور بیعت کرنے کی صورت میں مجھے بھی اپنا انجام سامنے نظر آ رہا تھا شاید اسی انجام کے بارہ میں سوچ کر میں ابھی تک بیعت کا مرحلہ طے نہ کر پایا تھا۔لیکن پھر ایک ایسا واقعہ ہؤا جس کے بعد بیعت ناگزیر ہو گئی۔

ہؤا یوں کہ میں اپنے ایک آفیسر دوست سے جماعت کے بارہ میں بات کر رہا تھا اور وہ بہت حد تک جماعتی عقائد اور تفاسیر کو قبول کر کے جماعت کی صداقت کا کسی حد تک قائل بھی ہو گیا تھا کہ اسی اثناء میں وہ چھٹیاں گزارنے کے لئے اپنے گھر چلا گیا، اور جب واپس آیا تو بدلا بدلا دکھائی دیا۔احمدیت کے ذکر پر اس نے گزشتہ تمام باتوں کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ شدید مخالفت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تمہاری ان باتوں کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے، مَیں مسلمان ہوں اتنا ہی کافی ہے، مزید کسی کی ضرورت نہیں۔

مجھے اس کے اس رویّے اور باتوں سے بہت تکلیف پہنچی۔ چند روز کے بعد اس دوست کی کسی کورس کے سلسلہ میں دوسری جگہ منتقلی ہو گئی۔ وہاں جانے کے لئے جس جہاز پر اس نے جانا تھا، اتفاقًا مجھے بھی فوج کے اسی جہاز سے اپنی چھٹی گزارنے کے لئے اپنے گھر جانا تھا۔لیکن آخری لمحے مجھے ایک ہفتے کے لئے رکنے کا حکم مل گیا اور میں اس فلائٹ پر نہ جا سکا۔اگلے روز مجھے اس جہاز کے گر کر تباہ ہونے کی افسوسناک خبر ملی جس میں میرے اس مخالف دوست کی بھی وفات ہو گئی۔ یہ سنتے ہی مجھے سخت خوف لاحق ہو گیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس شخص کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا تعلق جماعت کے ساتھ اس کے تمسخرانہ رویہ سے تھا۔اس بناء پر مجھے اپنی فکر لاحق ہوئی کہ اگر مجھے آج موت آ جائے تو میں کل اللہ کے سامنے کیا جواب دوں گا؟ کیا یہی کہوں گا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا سمجھنے کے باوجود محض دنیا کے ڈر سے آپ کی بیعت نہ کی؟ یہ سوچ کر میں نے بلا توقّف اپنی بیعت ارسال کر دی۔

ابتلاء کا آغاز

بیعت کے چند روز بعد ہی میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھا۔ میں نے آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ورق نکالا، پھر آپ نے اس پر تیل کا ایک نقطہ گرایا اور دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ پھر آپ نے ایک اور ورق نکالا جسے مکمل طور پر تیل میں ڈبو کر نکال لیا۔ پھر آپ نے تیسرا ورق نکالا اور اسے تیل میں ڈبو کر نکالا اور پھر اسے نچوڑ دیا۔اس رؤیا میں خلیفہ وقت سے ملاقات اور آپ کی دست بوسی سے میری ہمت بندھائی گئی تھی اور تین اوراق سے مجھے تین ابتلاؤں سے گزرنے کی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ اس خواب کے بعد ہی مجھے تفتیش کے لئے بلا لیا گیا۔ میں پیش ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ تمہارے بارہ میں اطلاع ملی ہے کہ تم جماعت احمدیہ نامی ایک ایسی جماعت میں شامل ہو گئے ہو جس کے عجیب وغریب عقائد ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے ابھی تک اس جماعت کے کسی اجتماع یا میٹنگ میں شرکت نہیں کی۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے واپسی کا حکم دے دیا۔ یہ پہلا ابتلاء تھا جسے رؤیا میں ورق پر تیل کے ایک قطرہ کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔

حالات یکسر بدل گئے

میں ابھی واپس اپنی ڈیوٹی پر نہ پہنچا تھا کہ میرے شعبے میں میرے احمدی ہونے کی خبر پھیل چکی تھی۔ چونکہ بیعت کے بعد اب میں اپنے شعبے میں ہونے والی نماز جمعہ میں شامل نہ ہوتا تھا اس لئے انہیں شک گزرا کہ ہو سکتا ہے کچھ اور فوجی بھی ایسے ہوں جو اپنے مذہبی خیالات کی وجہ سے نماز جمعہ میں شامل نہ ہوتے ہوں اس لئے ان کی جاسوسی کا نیا طریقہ یہ نکالا گیا کہ نماز جمعہ پر نہ آنے والے کو مشکوک قرار دے کر تفتیش کے لئے بلایا جانے لگا۔ پھر اگر وہ دین سے دور اور محرمات میں ملوث پایا جاتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا، اور اگر دینی خیالات رکھنے والا ہوتا تو اس کے ساتھ مزید تحقیق کا سلسلہ جاری رہتا۔ گویا کل تک نماز جمعہ ادا کرنے والے کو جس نظر سے دیکھا جاتا تھا آج جمعہ نہ ادا کرنے والے کو اس نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو فوجی آفیسرز کل تک خود کو بے دین ثابت کرنے کے لئے مسجد کو بھی گرانے کا عندیہ دیا کرتے تھے آج وہی مختلف طریقوں سے مسجد کے ساتھ اپنا تعلق ثابت کرنے کی جستجو میں لگے ہوئے تھے۔

کل تک ان میں سے بعض کی یہ حالت تھی کہ مسجد اور مسجد میں جانے والے سے سخت نفرت کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں ان دنوں میں باقاعدگی سے مسجد میں نماز ادا کیا کرتا تھا، ایک دفعہ میں نماز ادا کر کے آیا تو ایک آفیسر کھانے کی ٹیبل پر میرا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ ہاتھ دھو کر آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ صاف ہیں کیونکہ میں نے وضو کیا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں تم نے وضو تو کیا تھا لیکن اس کے بعد نماز پڑھی ہے اور نماز میں نہ جانے کس کے گندے پاؤں کی جگہ پر ہاتھ رکھے ہیں۔ کل تک نماز، مسجد اور نمازی کو حقارت سے دیکھنے والے آج خود کو احمدیت سے لاتعلق ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے جتن کر رہے تھے، جسے دیکھ کر میں حیران اور متعجب تھا۔

دوسرا ابتلاء

دو ماہ کا عرصہ خیریت سے گزرنے کے بعد مجھے ایک دُور کے شہر میں پہنچ کر رپورٹ کرنے کا حکم ملا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب میرے ساتھ عسکری تحقیق کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا جسے دیگر الفاظ میں کورٹ مارشل کہا جاتا ہے۔ وہاں مجھے ایک اور احمدی فوجی مکرم راقی صاحب بھی ملے، انہیں بھی اسی جرم میں کورٹ مارشل کے لئے ہی بلایا گیا تھا۔

وہاں پر ہمیں 90 دن کے لئے جیل میں بند کر دیا گیا۔ صبح شام ہماری ملاقات ہوتی اور اس عرصہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے ہماری ہمت بندھانے اور ہمارے دل مضبوط کرنے کے لئے ہمیں بہت سے سچے رؤیا بھی دکھائے جو بہت جلد پورے ہو جاتے تھے۔ ان میں سے بعض سے واضح طور پر پتہ چلتا تھا کہ ہم اس جیل میں 90 دن نہیں رہیں گے۔ اور ایسے ہی ہوا۔ 40 دن کے بعد ہی ہماری رہائی ہو گئی۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے رؤیائے صالحہ سے ہماری ہمت بندھائی وہاں مجھے اس نے ایک ایسی خوشخبری سے بھی نوازا جو بلاشبہ ایسے وقت میں ایک نشان اور خصوصی انعام تھا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار سال قبل ایک بیٹے سے نوازا تھا جس کے بعد کچھ پیچیدگیوں کی بناء پر ڈاکٹرز نے مزید اولاد کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن بیعت کے بعد جیل کے ابتدائی ایام میں ہی میری بیوی نے یہ خبر سنائی کہ وہ امید سے ہے۔ بلاشبہ یہ بیعت کی برکت تھی اور ایسے حالات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام اور بڑا نشان تھا جس سے ابتلاؤں کو برداشت کرنے کا بہت مضبوط حوصلہ پیدا ہو گیا۔

................................(باقی آئندہ)

اسلامی نماز

(حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

نماز سے پہلے وضوء یا تیمّم

اسلامی نماز کے ادا کرنے سے پہلے وضوء یا تیمّم فرض ہے۔ وضوء کا حکم اصل ہے اور تیمّم کا حکم بطور قائم مقام کے ہے۔(سورۃ مائدہ رکوع اول آیت 4) وضوء پانی سے کیا جاتا ہے اور اس میں پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کلّی کر کے منہ صاف کیا جاتا ہے اور نتھنوں سے پانی اوپر کی طرف کھینچ کر ناک کو صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد منہ دھویا جاتا ہے۔ پھر کہنیوں تک کہنیوں کو شامل کرتے ہوئے دونوں ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہاتھ گیلے کر کے سر کے بالوں پر ایک ثلث سے دوثلث تک مسح کیا جاتا ہے۔ اور پھر انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے کانوں کے سوراخوں کو گیلا کیا جاتا ہے اور انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر پھرایا جاتا ہے تا کہ کان کی پشت بھی گیلی ہو جائے۔ اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے جاتے ہیں (بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثاً ونسائی کتاب الوضوء باب مسح الاذنین مع الرأس) باہوں اور پاؤں کے دھونے میں اس امر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ دائیں طرف پہلے دھوئی جائے اور بائیں طرف بعد میں۔(نسائی کتاب الوضوء باب بأیّ الرجلین یبدأبالغسل)

وضوء کرتے وقت یہ نیّت کرنی بھی ضروری ہوتی ہے کہ نماز کے لئے یا طہارت کے لئے وضوء کیا جا رہا ہے۔

(نسائی کتاب الوضوء باب النیته فی الوضوء)

وضوء کی ترکیب اور اس کا فلسفہ

اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ خیالات کی رو عبادت کی طرف پھر جائے اور اس وقت سے خیالات دوسرے کاموں کی طرف سے ہٹ جائیں یہ فعل ظاہری صفائی کا بھی موجب ہوتا ہے کیونکہ جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے بوجہ بالعموم ننگا رہنے کے وہی گرد و غبار کا نشانہ بنتے ہیں۔

ان اعضاء کا دھونا یا گیلا کرنا خیالات کے اجتماع کے لئے بھی مفید اور ضروری ہوتا ہے کیونکہ خیالات کی پراگندگی حواس خمسہ کے مقامات کی تیزی سے ہوتی ہے اور حواس خمسہ کے مقامات آنکھیں، کان، ناک اور منہ اور جسم ہیں۔

وضوء میں کلّی کے ذریعہ سے منہ کو تر کیا جاتا ہے اور اس میں یکسوئی کی قوت پیدا کی جاتی ہے۔ ناک میں پانی ڈال کر اُسے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کو تری پہنچائی جاتی ہے۔ کانوں میں گیلی انگلیاں ڈال کر اور اُن کے پیچھے انگوٹھے کو حرکت دے کر کانوں کی حس کی پراگندگی کو دُور کیا جاتا ہے۔ جسم کی زیادہ حس کو دُور کرنے کے لئے باہیں اور پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔ اور طبّی تجربہ اس امر پر شاہد ہے کہ بخار کی تیزی کو دُور کرنے کے لئے صرف باہوں اور پاؤں کا ٹھنڈے پانی سے دھونا یا تر کرنا سارے بدن سے بخار کی گرمی دور کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ سر کی گرمی خیالات کو بہت پراگندہ کر دیتی ہے اس وجہ سے سر کا مسح رکھا گیا ہے جو سر کو ٹھنڈا کر کے سر کی گرمی کو دُور کرتا اور خیالات کے اجتماع میں مُمد ہوتا ہے۔

اعصابی ماہرین کے تجربہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ٹھنڈا کرنے سے بھی خیالات کی رَو کو بدلا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مسمریزم کے ماہرین کا تجربہ ہے کہ مسمریزم کے عمل کے بعد اگر ہاتھوں اور پاؤں کو پانی ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جائے تو اس دماغی برقی طاقت کے ضائع ہونے سے انسان بچ جاتا ہے جو مسمریزم کے عمل کے بعد دیر تک جاری رہ کر انسان کو کمزور کر دیتی ہے۔ پس ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے سے بھی ان خیالات کی رَو کو روکا جا سکتا ہے جو نماز سے پہلے انسان کے دماغ میں جاری ہوتی ہے اور اُسے پھیر کر عبادت اور ذکر الٰہی کی طرف لایا جا سکتا ہے۔ غرض وضوء ایک نہایت پُرحکمت حکم ہے جس کے ایک ایک جزو کی تجربہ اور علم الاعصاب تائید کرتے ہیں۔

وضوء کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے (دیکھو سورۃ مائدہ رکوع 2)۔

تیمّم کا حکم اور اس کا طریق

جب پانی میسر نہ ہو یا انسان بیمار ہو یا وضوء سے بیماری کا خطرہ ہو تو اس صورت میں اسلام نے تیمم کا حکم دیا ہے (سورۃ مائدہ آیت 6 ونساء 4) اور وہ حکم یہ ہے کہ پاک مٹی یا کسی پاکیزہ گرد والی چیز پر ہاتھ مار کر اپنے منہ پر اور ہاتھوں اور باہوں پر پھیر لے (بخاری کتاب التیمم باب التیمم للوجہ والکفّین)۔ یہ حکم بھی انہی حکمتوں سے پُر ہے کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ صاف اور پاک مٹی بھی پانی کا قائم مقام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی حکمت کو کسی وقت سمجھ کر ہندو سادھوؤں نے جسم پر بھبوت ملنے کا طریقہ جاری کیا تھا مگر یہ بات اُن سے نظر انداز ہو گئی کہ یہ طریق ادنیٰ درجہ کا ہے اور پانی کے میسر نہ آنے یا استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں ایک قائم مقام کے طور پر ہی استعمال ہو سکتا ہے ورنہ پانی کا استعمال بہرحال افضل اور اعلیٰ ہے۔ تیمّم کا حکم بھی قرآن کریم میں مذکور ہے اور سورۃ نساء رکوع سات میں اس کا ذکر آتا ہے۔

مرد اور عورت کے شہوانی اجتماع کے بعد کے لئے ایک زائد حکم بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پڑھنے سے پہلے نہا بھی لے۔ اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ یہ فعل جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے سارے جسم پر اثر کرتا ہے اور جسم کے ہر حصہ کی برقی طاقت میں ایک ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس کو ٹھنڈا کر کے سارے جسم کی برقی طاقت اور خیالات کے انتشار کو دُور کرنا عبادت کی تکمیل اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حصولِ اتّصال کے لئے ضروری ہے۔ اس کا حکم سورۃ نساء کے رکوع سات میں بیان ہے۔ مگر جس طرح بیماری اور پانی کے میسر نہ آنے کی صورت میں وضوء کی جگہ تیمّم کو کافی قرار دیا گیا ہے اسی طرح ان دونوں صورتوں میں بھی غسل کی جگہ تیمّم کو کافی قرار دیا گیا ہے۔

نماز کا طریق

وضوء یا تیمّم جو بھی صورت ہو اس کے بعد مسلمان کو حکم ہے کہ اگر امن کی حالت ہو اور زمین پر ہو تو قبلہ رو کھڑا ہو کر (بخاری کتاب الصلوة باب التوجہ نحو القبلة) دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو قبلہ رُو کر کے انگوٹھوں کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے (جس کے معنے ہیں اللہ سب سے بڑا ہے) کانوں کی لَوؤں تک لائے (ابوداؤد کتاب الصلوة باب استفتاح الصلوة و نسائی کتاب الافتتاح الصلوة باب موضع الا بھامین عندالرفع) اور اس نیت کے ساتھ کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا ہے دوسرے سب خیالات کو دور کر کے عبادت الٰہی کے خیال میں محو ہو جائے۔

اس طرح ہاتھ اُٹھانے میں علاوہ توجہ کے قیام کے یہ بھی حکمت ہے کہ یہ حرکت طبعی طور پر باقی سب امور کو ترک کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پس اس حرکت سے مسلمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے سب خیالات اور کاموں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ ہاتھوں کی اسی قسم کی حرکت کی طرف غالبؔ نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ ؎

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہوئے کرتے ہیں سلام
جس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

پس اس حرکت سے مومن گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بیداری اور چستی بھی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنے سینہ پر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔(ابن خزیمہ بروایت وائل بن حجر) گویا مؤدب ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ عبارت کہتا ہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (ترمذی ابواب الصلوة باب مایقول عند افتتاح الصلوة و نسائی کتاب الافتتاح باب الذکر بین افتتاح الصلوة و نسائی کتاب الا فتتاح باب الذکر بین افتتاح الصلوة و بین القرأة) یعنی اے اللہ تو ہر نقص سے جو تیرے مقام کے خلاف ہے پاک ہے۔ اور ہر خوبی سے جو تیری شان کے لائق ہے متصف ہے اور تیرا نام تمام برکتوں کا جامع ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھتا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ! میں ہر اُس بد روح سے جو تیری درگاہ سے دُور کی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا اثر مجھ پر نہ ہو اور میں تیری درگاہ سے دور ہونے والوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔

پھر وہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے (نسائی کتاب الافتتاح باب البداءة الفاتحة الکتاب قبل السورة و ایجاب قرأة فاتحة الکتاب) اس کے بعد وہ قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کم سے کم کسی سورۃ کا اتنا حصہ جو تین آیات پر مشتمل ہو پڑھتا ہے۔ اور پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں چلا جاتا ہے (رکوع اُسے کہتے ہیں کہ انسان اس طرح کمر سیدھی کرے کہ اس کا سر اور لاتوں کا اوپر کا حصہ ایک دوسرے کے متوازی ہو جائیں) جھک جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے اور لاتیں بالکل سیدھی رکھتا ہے ان میں خم پیدا نہیں ہونے دیتا (نسائی کتاب افتتاح الصلوة باب الاعتدال فی الرکوع) پھر اس حالت میں وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کا فقرہ کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ میرا رب جو اپنی شان کی وسعت میں سب سے بڑھ کر ہے تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہ فقرہ کم سے کم تین بار یا اس سے زیادہ طاق عدد میں وہ دہراتا ہے (ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع) پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص کی دعا کو سنتا ہے جو سچے دل سے اس کی تعریف بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوری طرح کھڑا ہو کر ہاتھ سیدھے چھوڑ کر یہ دعا مانگتا ہے کہ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ (نسائی کتاب الافتتاح مایقول الماموم اذارفع رأسه من الرکوع) یعنی اے میرے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے، کثرت سے تعریف اور پاک تعریف جو سب تعریفوں کی جامع ہے۔ اس کے بعد وہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ سجدہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنی سات ہڈیوں پر زمین پر جھک جاتا ہے۔ یعنی اس کا ماتھا زمین پر پوری طرح لگا ہوا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ قبلہ رُو زمین پر رکھ ہوئے ہوں۔ اور اس کے گھٹنے بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں۔ اور اس کے دونوں پاؤں بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں، اس طرح کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں دبا کر قبلہ رُو کی ہوئی ہوں (مسلم جلد اول کتاب الصلوٰة باب فی اعضاء السجود) اس حالت میں مسلمان سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اے میرے رب! تُو اپنی شان کی بلندی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ یہ فقرہ وہ کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ کسی طاق عدد کے مطابق کہتا ہے (ترمذی ابواب الصلوٰة باب ماجاء فی التسبیح فی السجود) اس کے بعد وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بائیں لات تو تہہ ہو کر اس کے نیچے آ جائے اور پاؤں لیٹا ہوا ہو اور اس پر سہارا لے کر وہ بیٹھ جائے اور دائیں لات اس طرح ہو کہ ہو تو وہ بھی تہہ کی ہوئی مگر اس کا پاؤں اس طرح کھڑا ہو کہ انگلیاں قبلہ رُخ ہوں۔ اس وقفہ میں وہ یہ دعا پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰة کتاب الصلوٰة باب السجود و فضله) جس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے رب! میرے گناہ معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے سب صداقتوں کی طرف رہنمائی بخش اور مجھے تمام عیبوں سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پاس سے حلال وطیّب رزق عطا فرما۔ (بعض احادیث میں وَاجْبُرْنِیْ اور بعض میں وَارْفَعْنِیْ آتا ہے۔ یعنی اے میرے رب میری تمام کمزوریوں کو دُور کر اور تمام نقصانات سے بچا۔ اور میرا قدم ہر گھڑی ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے) اس کے بعد وہ پھر بآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر پہلے کی طرح سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ اور پہلے سجدہ کی طرح دعا کر کے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے ایک رکعت کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پہلے کی طرح پھر ایک رکعت ادا کرتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ والی دعا جس سے اُس نے نماز شروع کی تھی وہ اسے حذف کر دیتا ہے اور صرف سورۃ فاتحہ سے نماز شروع کرتا ہے۔ اس دوسری رکعت کے ختم کرنے پر وُہ اس طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح کہ پہلے سجدہ اور دوسرے سجدہ کے درمیان بیٹھا تھا اور تشہّد پڑھتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (بخاری کتاب الصلوة باب التشھد فی الآخرة) یعنی تمام وہ کلمات جو تعظیم کے لئے زبان سے نکل سکتے ہیں اور تمام وہ عبادات جو جسم انسانی بجا لا سکتا ہے اور تمام وہ مالی قربانیاں جو کسی پاک ذات کے لئے پیش کی جا سکتی ہیں خدا تعالےٰ کا ہی حق ہیں اس کے سوا اور کوئی ہستی ان کی مستحق نہیں اور اے نبی تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کا رحم تجھ پر اُترتا رہے اور اس کی برکتوں سے تُو حصّہ پاتا رہے۔ اور ہم پر جو

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عبادت میں ذوق وشوق خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے۔
اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور مستقل مزاجی سے کوشش اور دعائیں ضروری ہیں۔
شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے استغفار بہت ضروری ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 ستمبر 2015ء بمطابق 25 تبوک 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ عبادت میں شوق کس طرح پیدا ہو؟ ہم کوشش کرتے ہیں تب بھی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ بندہ کا کام یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے کوشش کرتا رہے۔ اس ایمان پر قائم ہو کہ جو کچھ ملنا ہے خدا تعالیٰ سے ہی ملنا ہے، تب ہی وہ کیفیت پیدا ہوسکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور پھر عبادت کے شوق کو بڑھاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کسی نے پوچھا کہ عبادت میں شوق کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:

''اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق وشوق اپنی طرف سے نہیں ہوسکتا۔'' خود انسان کہے کہ میرے اندر پیدا ہو جائے۔ مَیں خود اپنی کوشش سے پیدا کرلوں، یہ نہیں ہوسکتا۔ ''یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔'' تھک کے بیٹھ نہ جائے بلکہ مستقل دعائیں کرتا رہے'' اور ان دعاؤں میں تھک نہ جاوے''۔ آپ نے فرمایا'' ان دعاؤں میں تھک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جس کے لئے اس کے دل میں تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔ یعنی عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے''۔ عبادت کی ایک مٹھاس جسے کہتے ہیں وہ اسے حاصل ہونی شروع ہو جاتی ہے، ایک مزہ آنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ'' لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور وہ یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے''۔ اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا یا عبادت کا شوق پیدا ہو جائے گا یا کسی کے قریب چلا جائے تو وہ انسان اسے پھونک مار کر عابد بنا دے گا، یہ نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ'' یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنّت نہیں''۔ فرمایا کہ'' اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے''۔ آخر نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ مارا جاتا ہے، خدا سے دُور ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ'' خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے''۔ اسلام سے ہٹ جائے'' یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے''۔ دین سے دُور چلا جائے۔'' اس لئے ہر وقت اس کے فضل کے لئے دعا کرتے رہو اور اس کی استعانت چاہو''۔ اس سے مدد مانگو'' تا کہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے۔''
جہاں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوئے، اللہ تعالیٰ کو چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو بھولے، وہیں سے شیطان نے حملہ کیا اور شیطان ہو گئے۔ فرمایا کہ'' اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تا کہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ استغفار اس کا علاج ہے کہ استغفار کرو تا کہ اس زہر سے بچو جو شیطان کے قریب کرتا ہے اور انسان کو ہلاک کر دیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 154-155۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مستقل مزاجی شرط ہے اور یہ ایمان کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ جب سب راستے بند کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے تبھی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو عبادت کا شوق بھی دلاتی ہے۔ مستقل اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ مستقل اس سے مدد مانگنی پڑتی ہے۔ شیطان کیونکہ ہر وقت حملے کے لئے تیار ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ذوق وشوق پیدا کرنے کے لئے استغفار کرنا بھی ضروری ہے۔ شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے۔ انسان استغفار کر کے جب شیطان کو اپنے سے دُور بھگائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے تڑپ کر دعا بھی کرے گا۔ استغفار بھی تڑپ کر ہو رہی ہوگی اور مزید ترقی کرنے کے لئے اس کے قرب کے راستے تلاش کرنے کی دعا بھی ہو رہی ہوگی۔ جب ایسی حالت انسان کی ہو جائے، یہ کیفیت طاری ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عبد بننے اور نیکیاں بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موصیان وموصیات کے لئے ضروری گزارش

☆ بمطابق قاعدہ نمبر 69 ہر موصی کے لئے لازم ہے کہ وہ سالانہ فارم اصل آمد حسب نمونہ جدول "ج" پُر کر کے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہے کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہوسکتی ہے۔

☆ ربوہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق بہت سے موصیان ایسے ہیں جن کے فارم اصل آمد جدول "ج" مرکز میں نہ آنے کی وجہ سے پچھلے 10-5 سالوں تک کے حسابات نامکمل چلے آرہے ہیں۔ ایسے موصیان کے متعلق قبل اس کے کہ مجلس کارپرداز کوئی کارروائی کرے، آپ اپنی جماعت کے موصیان کو توجہ دلائیں کہ جن جن کے پچھلے سالوں کے حسابات ابھی تک نامکمل ہیں وہ فوری طور پر حسب طریق اپنے حسابات مکمل کروالیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

☆ ایسے موصیان جو پاکستان سے کسی بیرون ملک میں منتقل ہو چکے ہیں ان میں سے کئی موصیان ایسے ہیں جنہوں نے بیرون ملک منتقل ہونے کے بعد وکالت مال ثانی کو کوئی اطلاع نہیں دی ہوئی۔ جس کی وجہ سے ان کے حسابات نامکمل چلے آرہے ہیں۔ براہ کرم ایسے موصیان کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ وکالت مال ثانی کو اطلاع دیں کہ وہ کب سے بیرون از پاکستان آئے ہوئے ہیں اور اپنے پچھلے حسابات کی تکمیل کیلئے فوری کارروائی کریں۔

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

خطبۂ عید الاضحیہ

آج ہم عیدالاضحیٰ منا رہے ہیں۔اس عید کا اور حج کا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے تعلق ہے۔ اس عید کا تعلق اس دَور سے ہے جب آدم کی اولاد میں جہاں ذاتی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے وہاں اپنے اہل کی قربانی کا نیا دَور بھی شروع ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے اس کے انتہائی اونچے مقام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم نے ذات کی اور اہل کی قربانی کر کے خانہ کعبہ کو بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمیشہ کے لئے بتوں سے پاک کر کے توحید کے قیام کا مرکز بنا دیا اور تمام دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکانے والا بنا دیا اور بہت بڑی بڑی قربانیاں اس کے لئے دیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے پھر ایک جماعت قائم کر کے اس سے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے ایک عہد لیا ہے۔ پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اِدراک حاصل کرنے کے لئے سورۃ جمعہ میں ''آخرین'' پر ڈالی گئی اس ذمہ داری پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کی قدر کرے۔ اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرے اور ان لوگوں میں شامل ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کے مقصد کو جاننے والا اور اسے پورے کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔

تربیت کے ہر پہلو پر جب ہماری نظر ہوگی، جب نفس کو پاک کرنے کی طرف توجہ ہوگی تبھی ہم اپنی عملی حالتوں کی بہتری سے تبلیغ کے کام بھی کر سکیں گے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بھی بنا سکیں گے۔ ورنہ خانہ کعبہ کی طرف ظاہری منہ پھیرنا اور اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ حج اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال کر کئے جاتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک کہ حقیقی عبادتوں کے معیار قائم نہیں ہوتے۔

آج مسلمانوں کی مثالیں ظلم پھیلانے والوں کے طور پر دی جا رہی ہیں۔ غیر مسلموں کو اسلام پر اعتراض کی جرأت اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ گو مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اس کی تعمیر کے مقصد کو بھول رہے ہیں۔ خانہ کعبہ تو سلامتی اور امن کی نشانی کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا لیکن آج مسلمان، مسلمان ہی کی گردن کاٹ رہے ہیں۔ جب ہم ایسی حرکتیں دیکھتے ہیں تو پھر ہر احمدی کی توجہ پہلے سے بڑھ کر اس طرف ہونی چاہئے کہ اس نے اس عید سے کیا سبق حاصل کرنا ہے۔ اس نے بکرے صرف گوشت کھانے کے لئے قربان نہیں کرنے بلکہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کرنے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی روح کیا تھی۔ وہ ہمیں کیا سبق دینا چاہتے تھے۔

دین کی خاطر بعض اوقات اپنوں سے تعلقات کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ رشتہ داریوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دینی پڑی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر یہ قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی کے یہ اعلیٰ معیار قائم کئے تو آپؐ کے صحابہ بھی اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے نہ صرف ہر قربانی کے لئے تیار ہوئے بلکہ بے دریغ قربانیاں دیں۔ پس ہم جو آخرین میں شمار ہوتے ہیں ہمیں بھی ان قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ہر رشتہ کو ثانوی حیثیت دیں۔

یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ اپنی نسلوں کو بھی ان حقیقی عیدوں کا ادراک پیدا کروائیں۔ ان کی اس نہج پر تربیت کریں کہ وہ بھی ذاتی اور اہلی قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ ورنہ اگر قربانیوں کی اہمیت کا یہ تسلسل ہم نے اپنی اولادوں میں قائم نہ رکھا۔ اگر ہم خود اس کی اہمیت کو بھول گئے تو پھر انعامات سے بھی محروم کر دیئے جائیں گے۔ قربانی کی عید سے یہ سبق لینا چاہئے کہ ہم نے اپنی اولاد کو قربانی کے لئے تیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کیا تھا تبھی تو وہ ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ابراہیم کہا ہے اور آپ کو بھی کثرت سے جماعت کے پھیلنے کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لوگ کثرت سے عطا فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانیوں کو بھی یاد رکھیں گے اور توحید پر قائم رہنے والے ہوں گے۔ توحید کو پھیلانے والے بھی ہوں گے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ بھی نہیں کریں گے۔

متفرق دعاؤں کی خصوصی تحریک۔ حج کے دوران حادثہ میں وفات پانے والے سینکڑوں افراد کے لئے رحم اور مغفرت کی دعا۔

خطبہ عید الاضحیہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 ستمبر 2015ء بمطابق 25 تبوک 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ عید کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ آج ہم عیدالاضحیٰ منا رہے ہیں۔ اس عید کا اور حج کا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے تعلق ہے۔ اس عید کا تعلق اس

دَور سے ہے جب آدم کی اولاد میں جہاں ذاتی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے وہاں اپنے اہل کی قربانی کا نیا دَور بھی شروع ہوا۔ ذاتی قربانی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلی دفعہ اس وقت دی جب توحید کے قیام کے لئے بتوں کو توڑ کر اپنوں کی مخالفت لے کر قربانی کی اور پھر آگ میں بھی ڈالے گئے، گو خدا تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور آپ نے اپنے اہل کی قربانی اپنے بچے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو کر کی۔ اسی طرح بچے نے اپنی قربانی کی۔ یہ قربانی ذبح کرنے کے لئے تیار ہونے کی صورت میں بھی تھی اور اپنے سے علیحدہ کرنے کی صورت میں بھی تھی۔ لیکن یہ ذبح کرنا یا ذبح کرنے کے لئے تیار ہونا شاید اس زمانے کے لئے ایسی بڑی قربانی نہ ہو جس زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے کیونکہ اس زمانے میں انسانی جان کو قربان کرنے کا رواج تھا۔ لیکن اس قربانی کا معیار بلند ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تقریباً نوّے سال کی عمر میں اولاد ملتی ہے اور اس اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ بیوی بچے کو ایک بے آب و گیاہ جگہ پہ آپ چھوڑ آتے ہیں۔ تو یہ اپنے اہل کی قربانی کا بڑا اونچا مقام ہے۔ کیونکہ ایسی جگہ جہاں نہ کھانے کو کچھ ہو، نہ پینے کو کچھ ہو، جنگلی جانوروں کا بھی خطرہ ہو، ایسے میں بیوی بچے کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں اور یہ کوئی چھوٹی قربانی نہیں ہے۔ لیکن یہ قربانی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ قربانی تو ابتدا تھی اس قربانی کی جس کی انتہا ہونی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتانا تھا کہ مَیں انسان کو کس حد تک قربانی کے اعلیٰ معیاروں پر قائم کر سکتا ہوں۔ پس یہ انتہا ہوئی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے۔ یہ انتہا ہوئی انسان کامل کے ذریعہ سے جس کے نمونے اور جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں نظر آتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بیشک ہمارے لئے ایک نمونہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے سامنے ایک کامل اُسوہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے اس کے انتہائی اونچے مقام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو واقعات گزرے اور جن امتحانوں سے انہیں گزرنا پڑا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید اور نصرت فرمائی اس کے بلند نمونے اور زیادہ وسعت کے ساتھ نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ محقق امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُو اور طبیعت پر آئے تھے۔ مثلاً جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید سے محبت کر کے اپنے تئیں آگ میں ڈال لیا اور پھر قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا (الانبیاء:70) کی آواز سے صاف بچ گئے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں توحید کے پیار سے اس فتنہ کی آگ میں ڈال لیا جو آنجنابؐ کے بعث کے بعد تمام قوموں میں گویا تمام دنیا میں بھڑک اٹھی تھی اور پھر آواز وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: 68) سے جو خدا کی آواز تھی اس آگ سے صاف بچائے گئے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بتوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا جو خانہ کعبہ میں رکھے گئے تھے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے بھی بتوں کو توڑا اور جس طرح حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے بانی تھے ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی طرف تمام دنیا کو جھکانے والے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی طرف جھکنے کی بنیاد ڈالی تھی۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو پورا کیا۔ آپ نے خدا کے فضل اور کرم پر ایسا توکّل کیا کہ ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ کرنا آنجناب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس قوم میں پیدا ہوئے تھے جن میں توحید کا نام و نشان نہ تھا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس قوم میں پیدا ہوئے جو جاہلیت میں غرق تھی اور کوئی ربّانی کتاب ان کو نہیں پہنچی تھی۔ اور ایک یہ مشابہت ہے کہ خدا نے ابراہیم کے دل کو خوب دھویا اور صاف کیا تھا یہاں تک کہ وہ خویشوں اور اقارب سے بھی خدا کے لئے بیزار ہو گیا اور دنیا میں بجز خدا کے اس کا کوئی بھی نہ رہا۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعات گزرے اور باوجودیکہ مکّہ میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شعبہ قرابت نہ تھا۔ (یعنی کہ جہاں جہاں رشتہ داری نہ تھی) مگر خالص خدا کی طرف بلانے سے سب کے سب دشمن ہو گئے اور بجز خدا کے ایک بھی ساتھ نہ رہا۔ پھر خدا نے جس طرح ابراہیمؑ کو اکیلا پا کر اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہو گئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا پا کر بے شمار عنایت کی اور وہ صحابہ آپ کی رفاقت میں دیئے جو نجوم السماء کی طرح نہ صرف کثیر تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے چمک اٹھے تھے‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 477-476۔ حاشیہ)

اب دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مشرکین نے آگ جلائی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مثال دی اور اس میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بارش بھیجی اور وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ابراہیم علیہ السلام اس آگ سے بچ گئے۔ مشرکین کیونکہ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ آگ بھڑکانے کے بعد فوراً ہی بادلوں نے آ کر بارش برسا دی ہے اور اسے ٹھنڈا کر دیا تو انہوں نے وہم میں مبتلا ہو کر کہ شاید یہی خدا کی مرضی ہے ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ لیکن مکّہ والوں نے ناکامیاں دیکھنے کے باوجود لڑائی کی آگ دس سال تک بھڑکائی لیکن ناکام رہے۔ وہی لڑائیاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلانے کے لئے کی گئی تھیں، آپ کو ختم کرنے کے لئے کی گئی تھیں وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور کامیابی کا موجب ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: 68) یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ حالانکہ لوگوں نے طرح طرح کے دکھ دیئے۔ وطن سے نکالا۔ دانت شہید کیا۔ انگلی کو زخمی کیا اور کئی زخم تلوار کے پیشانی پر لگائے۔ سو درحقیقت اس پیشگوئی میں بھی اعتراض کا محل نہیں کیونکہ کفّار کے حملوں کی علّت غائی (بنیادی مقصد ان کا) اور اصل مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی کرنا یا دانت کا شہید کرنا نہ تھا بلکہ قتل کرنا مقصود بالذات تھا۔ سو کفّار کے اصل ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے محفوظ رکھا‘‘۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 301 حاشیہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: 68) اور پہلی کتابوں میں بھی یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخرزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا‘‘۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 11۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ابراہیم علیہ السلام کو وقتی طور پر آگ میں ڈالا گیا اور آگ بجھنے سے شگون لیتے ہوئے ان مشرکین نے دوبارہ آگ نہیں بھڑکائی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سالوں آگ بھڑکائی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے اعلان کر دیا تھا کہ تم کوشش کر کے دیکھ لو کامیاب نہیں ہو گے اور وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ پس ایک چیلنج کے سامنے ہوتے ہوئے اس کا توڑ نہ کر سکنا چیلنج کرنے والے کی اصل کامیابی ہوتی ہے اور اس سے اس پیشگوئی کی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی آگ تو اپنے خاندان یا قوم نے بھڑکائی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکائی جانے والی آگ تو تمام قوموں اور اس وقت جہاں جہاں بھی دنیا میں آپ کا پیغام پہنچا وہاں بھڑکائی گئی بلکہ آج تک یہ آگ آپ کے خلاف بھڑکائی جا رہی ہے اور مقصد اس آگ کے بھڑکانے کا کسی نہ کسی طرح آپ کے نام کو بدنام کرنا ہے۔ کسی طریقے سے اسلام کو بھی دوسرے مذاہب کی طرح نام نہاد مذہب بنانا ہے یا وہ مذہب بنانا ہے جو اپنی اصلیت میں نہیں ہے یا اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور چیلنج ہے کہ تم یہ نہیں کر سکو گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں غالب کرنا ہے۔ انشاء اللہ۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ توحید کے قیام کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جذبات کی بھی اور اپنے بیوی اور بیٹے کی بھی قربانی کی اور انہیں مکّہ میں لا بسایا جہاں نہ کھانے کو کچھ تھا، نہ پینے کو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حکم سے یہاں چھوڑنا اس لئے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ کے پہلے گھر کی پھر انہی بنیادوں پر تعمیر ہو جس کے نشان مٹ چکے تھے تاکہ پھر توحید دنیا میں پھیلے۔ جیسا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دعا کر رہے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ:128) اور جب ابراہیم اس خاص گھر کی بنیادوں کو استوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی یہ دعا کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ پھر آگے یہ دعا ہے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ:129) اور اے ہمارے رب! ہمیں دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذرّیت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امّت پیدا کر دے اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس ان کی دعا نے قبولیت کا درجہ پایا۔ ذرّیت میں سے بہت سے فرمانبردار پیدا ہوئے۔ ایسے فرمانبردار جنہوں نے پھر ذرّیت میں انتہائی معراج پر پہنچنے والے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عبادت اور قربانیوں کے طریق سیکھے۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد بیعت نبھایا اور توحید کے قیام اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کی۔ جنہوں نے خدائے واحد کی پرستش اور عبادت کے لئے راتوں کی نیندوں کی پرواہ نہ کی اور اپنا خاص تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑا۔ لیکن عبادتوں اور توحید کے قیام کے لئے یہ تڑپ تو انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھی تھی۔ یہ انقلاب تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور دعاؤں سے آیا تھا کہ وہ باخدا انسان بن گئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں اور دعاؤں نے جہاں ان جاہلوں کو باخدا انسان بنایا وہاں خانہ کعبہ جو آپ کی بعثت سے پہلے توحید کی بجائے شرک کی آماجگاہ بن چکا تھا اور سینکڑوں بُت اس میں تھے اسے بُتوں سے پاک کیا اور جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:82)۔ پس حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی ہے، کا نعرہ لگاتے ہوئے، اس کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے ایک ایک بُت کو پاش پاش کر کے خانہ کعبہ کو دائمی توحید کا مرکز بنا دیا۔ اور جس طرح حضرت ابراہیم نے ذات کی اور اہل کی قربانی کر کے خانہ کعبہ کو بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمیشہ کے لئے بتوں سے پاک کر کے توحید کے قیام کا مرکز بنا دیا اور آپ کو تمام دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکانے والا بنا دیا اور بہت بڑی بڑی قربانیاں اس کے لئے دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کی بنیاد ڈالی تھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو پورا کیا اور ہمیشہ کے لئے یہی اب توحید کا نشان ہے۔ پس بنیادیں استوار کرنے کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوئی تا کہ توحید کا قیام ہو۔ تو اس کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی اور اب تا قیامت اس نے توحید کا مرکز رہنا ہے۔ انشاء اللہ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھوں لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں۔ کروڑوں مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مشترک بات حضرت ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں توحید کا نام ونشان نہ تھا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے اس کی جہالت کی بھی انتہا تھی۔ وہاں بھی توحید کا نشان نہیں تھا۔ کوئی ربّانی کتاب ان تک نہیں پہنچی تھی۔ لیکن جب کامل اور مکمل کتاب، جب آخری شرعی کتاب، جب تا قیامت جاری رہنے والی اور سب مضامین پر حاوی کتاب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری تو آپؐ کی قوت قدسی سے جانوروں والی خصلت رکھنے والے جو جاہل اُجڈ لوگ تھے وہ انسان بنے۔ پھر تعلیم یافتہ انسان بنے۔ پھر باخدا انسان بنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہوئے، اس کتاب سے تعلیم حاصل کرتے ہوئے، آپ سے علم وحکمت سیکھتے ہوئے، علم ومعرفت میں عبور حاصل کرتے ہوئے، توحید کے علمبردار بنتے ہوئے دنیا کے رہنما بن گئے۔

جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران: 165) کہ یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا کہ جب اس نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے ان کے اندر انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں جو کہ ان کی طرح اور ان میں سے ہی ہیں۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ آپ کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی روحانیت کو بلند کریں۔ امن اور سلامتی پھیلائیں۔ حکمت کی باتیں سیکھیں اور سکھائیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج اس تعلیم کو مسلمانوں کی اکثریت نے بھلا دیا ہے اور اس وقت رہنمائی سے محروم ہیں۔ نہ آپ اس سے کچھ سیکھ رہے ہیں نہ آگے رہنمائی کر سکتے ہیں اور باوجود تعلیم کامل ہونے کے اور موجود ہونے کے دوبارہ گمراہی میں چلے گئے ہیں۔ لیکن کیونکہ کتاب کی علم وحکمت کی باتوں کا اور توحید کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور جس نے تا قیامت پورے ہوتے رہنا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے پھر ایک جماعت قائم کر کے اس سے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے ایک عہد لیا ہے۔ پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اِدراک حاصل کرنے کے لئے سورۃ جمعہ میں ''آخرین'' پر ڈالی گئی اس ذمہ داری پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کی قدر کرے۔ اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرے اور ان لوگوں میں شامل ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کے مقصد کو جاننے والا اور اسے پورے کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنے والا ہو۔ اگر اس طرف ہم توجہ کریں گے تبھی ہم ''آخرین'' کی اس فوج میں شامل ہوں گے جنہوں نے توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بنانا ہے۔ خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بنانے کے لئے پہلے خود اس کی طرف جھکنے کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی ہم میں سے ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ یہ امن اور سلامتی کا گھر ہے۔ اگر اس گھر کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اپنے ہر عمل سے امن اور سلامتی پھیلانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانے کے لئے اپنے اندر کے تکبّر کو نکالنے کے لئے ضرورت ہے۔

پس تربیت کے ہر پہلو پر جب ہماری نظر ہو گی، جب نفس کو پاک کرنے کی طرف توجہ ہو گی تبھی ہم اپنی عملی حالتوں کی بہتری سے تبلیغ کے کام بھی کر سکیں گے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بھی بنا سکیں گے۔ ورنہ خانہ کعبہ کی طرف ظاہری منہ پھیرنا اور اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ حج اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال کر کئے جاتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک کہ حقیقی عبادتوں کے معیار قائم نہیں ہوتے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صرف ظاہری چیزوں پر ہی اکتفا کرنا ہوتا تو مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر آخرین کے بارے میں خوشخبری دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ ظاہری کام، بکروں کی قربانی اور حج اور بظاہر نمازوں کی ادائیگی تو دوسرے مسلمان بھی کر ہی رہے ہیں لیکن پھر بھی مسلمانوں کی عمومی حالت انحطاط کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آج مسلمانوں کی مثالیں ظلم پھیلانے والوں کے طور پر دی جا رہی ہیں۔ غیر مسلموں کو اسلام پر اعتراض کی جرأت اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ گو مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اس کی تعمیر کے مقصد کو بھول رہے ہیں۔ خانہ کعبہ تو سلامتی اور امن کی نشانی کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا لیکن آج مسلمان، مسلمان ہی کی گردن کاٹ رہے ہیں۔ حتی کہ کل عرب ممالک میں عید تھی تو عید کے دن بھی ایک فرقہ دوسرے فرقے کے لوگوں کو بموں سے اڑا رہا تھا۔ دونوں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادت (کرنے) کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دونوں حج کے مناسک ادا کرتے ہیں۔ دونوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ پس جب ہم ایسی حرکتیں دیکھتے ہیں تو پھر ہر احمدی کی توجہ پہلے سے بڑھ کر اس طرف ہونی چاہئے کہ اس نے اس عید سے کیا سبق حاصل کرنا ہے۔ اس نے بکرے صرف گوشت کھانے کے لئے قربان نہیں کرنے بلکہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کرنے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی روح کیا تھی۔ وہ ہمیں کیا سبق دینا چاہتے تھے۔ پس ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کی حکومت کو اپنے پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے کہ اس بات کا عہد ہم نے اپنے عہد بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کیا ہے۔ اس پر عمل ہی ہمیں کتاب کے پڑھنے کا حق ادا کرنے والا بنائے گا۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ نے دھویا۔ اپنے دلوں کو دھلوانے کے لئے پہلے ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے ہوں گے تبھی ہم میں اور غیر میں ایک فرق نظر آئے گا۔

دین کی خاطر بعض اوقات اپنوں سے تعلقات کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ رشتہ داریوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دینی پڑی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر یہ قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ مکّہ کے ہر گھر میں آپ کا رشتہ اور تعلق تھا لیکن آپ کے دعویٰ کے بعد، آپ کے توحید کے قیام کے اعلان کے بعد سب نے آپ سے تعلق توڑا اور کسی رشتے کا پاس نہ کیا۔ کون سا ظلم تھا جو آپؐ پر روا نہ رکھا گیا ہو۔ لیکن آپ نے یہی اعلان فرمایا کہ توحید کے قیام سے مَیں کبھی نہیں ہٹ سکتا چاہے تم جتنا بھی مجھے لالچ دے دو۔ میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دو اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دو تب بھی میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقصد کے لئے قربانی کرتا چلا جاؤں گا اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو پھیلاتا چلا جاؤں گا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 201 طلب ابی طالب الی الرسول ﷺ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) بیشک خانہ کعبہ کی تعمیر میں جو پتھر استعمال ہوئے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ (یہ تو محض) پتھر ہیں لیکن اس گھر کا بہت اونچا مقام ہے کیونکہ یہ توحید کے قیام کی نشانی ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی کے یہ اعلیٰ معیار قائم کئے تو آپؐ کے صحابہ بھی اس مقصد

کے حاصل کرنے کے لئے نہ صرف ہر قربانی کے لئے تیار ہوئے بلکہ بے دریغ قربانیاں دیں۔ پس ہم جو آخرین میں شمار ہوتے ہیں ہمیں بھی ان قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ہر رشتہ کو ثانوی حیثیت دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ وہ آپ کو ایسے جانثار عطا فرماتا رہتا ہے جو ہر قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں حتی کہ نئے آنے والے بھی اس قربانی کا مزہ چکھتے ہیں۔ دو دن پہلے ہی تازہ الفضل میں ایک احمدی عرب کا بیعت کا واقعہ بیان ہو رہا تھا کہ احمدیت کی وجہ سے باپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ فوج میں تھا وہاں کورٹ مارشل ہوا۔ سختیاں کی گئیں۔ ماں ناراض ہو گئی۔ لیکن پھر بھی ایمان پر قائم رہا۔ اور ایسی مثالیں دنیا میں پھیلے ہوئے مختلف لوگوں کی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ پس جب تک ہم قربانیوں کے ان معیاروں پر قائم رہیں گے تو صحیح معنوں میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو نبھاتے رہیں گے۔ حقیقی عیدیں ان قربانیوں کو زندہ رکھنے سے ہی منائی جاسکتی ہیں۔

پس یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ اپنی نسلوں کو بھی ان حقیقی عیدوں کا ادراک پیدا کروائیں۔ ان کی اس نہج پر تربیت کریں کہ وہ بھی ذاتی اور اعلیٰ قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ ورنہ اگر یہ قربانیوں کی اہمیت کا تسلسل ہم نے اپنی اولادوں میں قائم نہ رکھا۔ اگر ہم خود اس کی اہمیت کو بھول گئے تو پھر انعامات سے بھی محروم کر دیئے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب خاندان اور عزیزوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑا تو کیا آپ اکیلے رہ گئے؟ نہیں۔ بلکہ آپ کو اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح شمار ہو گئی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اکیلے رہ گئے؟ نہیں۔ بلکہ آپ کو وہ مخلص اور فدائی اور ہر قربانی کے لئے تیار صحابہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے جو آسمان کے ستاروں کی طرح نہ صرف بڑی تعداد میں تھے، بڑی کثرت میں تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے ایسے چمک رہے تھے کہ دنیا کے ایک حصے نے بھی ان کی روشنی سے فیض پایا۔ جہاں جہاں وہ پہنچے اس روشنی کو پھیلاتے چلے گئے۔ پس آج ہمیں اس اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ قربانی کی عید سے یہ سبق لینا چاہئے کہ ہم نے اپنی اولاد کو قربانی کے لئے تیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کیا تھا تبھی تو وہ ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا نہیں تم دنبہ ذبح کر دو۔ اب دنبہ تو انسان کی جان کا بدل نہیں ہو سکتا اور نہ یہ کوئی ایسی قیمتی چیز تھی جو اُن کے بیٹے کے متبادل تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تو دنبہ ایک معمولی چیز تھی کیونکہ ان کے پاس تو جانوروں کے ریوڑ تھے۔ کافی دولتمند تھے۔ جو شخص مہمانوں کے آنے پر فوراً ایک بچھڑا ذبح کر سکتا ہے اس کے لئے دنبہ ذبح کرنا تو معمولی چیز ہے۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اور ہماری اولادیں دنبے نہ بنیں۔ اپنے نفس کے دنبوں کو ذبح کریں۔ صرف دنیاوی لحاظ سے ہم اولاد کی تربیت نہ کریں، صرف ان کے کھلانے پلانے کا خیال نہ رکھیں، ان کو صحتمند نہ بنائیں بلکہ ان میں انسانیت پیدا کریں۔ اتنا پیار اور لاڈ نہ کریں کہ وہ صرف اپنی ذات تک ہی محدود ہو جائیں، ان میں انسانیت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہ رہے۔ وہ اپنے مقصد پیدائش کو نہ پہچانیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کو دنبے کے ذبح کرنے کا کہہ کر اللہ تعالیٰ یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ اپنی اولاد میں سے دنبہ پن ختم کرو گے تو وہ انعامات کی وارث بنے گی اور جب تک یہ ختم رہے گا وارث بنتی چلی جائے گی اور نبوت ان میں قائم رہے گی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 2 صفحہ 115-114)

پس اس نکتے کو ہم میں سے ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اپنی اولاد کی صرف دنیاوی صحت کی طرف اور بہتری کی طرف ہم توجہ نہ رکھیں کہ اس سے ہمیں دنیاوی فائدے ہوں گے بلکہ ان کی تربیت، ان کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا فہم و اِدراک، ان کو اخلاق حسنہ میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دلانا، ان میں توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونے پر توجہ پیدا کرنا، یہ ضروری چیزیں ہیں جو ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم خود بھی ان باتوں پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اور جب یہ ہو گا تو ہم آخرین کی اس جماعت میں شامل ہونے والے ہوں گے جس نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے اپنی عیدوں کو منانا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ابراہیم کہا ہے اور آپ کو بھی کثرت سے جماعت کے پھیلنے کی خوشخبری دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اُرِیْحُکَ وَلَا اُجِیْحُکَ وَاُخْرِجُ مِنْکَ قَوْمًا یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ آپؑ فرماتے ہیں اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا۔ (تذکرہ صفحہ 530 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لوگ کثرت سے عطا فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانیوں کو بھی یاد رکھیں گے اور توحید پر قائم رہنے والے ہوں گے۔ توحید کو پھیلانے والے بھی ہوں گے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ بھی نہیں کریں گے۔ اپنے نفس کو دنبہ بنانے والے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی طرف ان کی توجہ ہو گی۔ صرف اور صرف دنیا ان کا مقصد نہیں ہو گا یا دنیا کا کمانا ان کا مقصد نہیں ہو گا بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جو اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہو گی۔ دعا میں دین کی خاطر مشکلات میں گرفتار لوگوں کے لئے دعا کریں۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ جان کی قربانی کرنے والوں کے لئے، شہداء کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی دین پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اپنے اور اپنی نسلوں کے دین پر قائم رہنے کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم سے راضی ہو اور ہم سے وہ کام کروائے جو اس کی منشاء ہے۔ مالی قربانی کرنے والوں کے لئے بھی دعا کریں۔ مسلمان امّت کے لئے، امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ظلم و تعدّی سے باز آنے والے ہوں۔ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں۔ خانہ کعبہ جو توحید اور امن اور سلامتی کا نشان ہے اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ مسلمان لیڈر بھی اور مسلمان رعایا بھی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی خوبصورت تصویر دنیا کو دکھانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے خوبصورت پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور دنیا میں رہنے والا ہر شخص خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بن جائے۔

حج کے دوران جو واقعات ہوئے ہیں، جو حادثہ ہوا ہے اس کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد کی موت واقع ہوئی۔ ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ کئی معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد فرمایا:

سب کو عید مبارک ہو۔ جمعہ کے دن عید کے ساتھ گو اجازت ہے کہ جمعہ نہیں بھی پڑھا جاتا۔ ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ لیکن ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ ادا کریں گے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسیح ناصریؑ کے متعلق علماء کا ایک نیا شوشہ

(سیّد میر محمود احمد ناصر)

کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' دیئے گئے زبردست اور ٹھوس دلائل جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری صلیبی موت سے بچ گئے تھے اور ٹورین کی چادر سے جب اس نظریہ کو مزید تقویت ملی تو بعض علماء نے ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا۔ علماء کے اس طبقہ نے یہ نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ:

1۔ حضرت مسیح ناصری صلیبی موت سے بچ گئے تھے اور انہوں نے فلسطین سے کسی اور ملک کی طرف ہجرت کی۔

2۔ حضرت مسیح ناصری دراصل موسوی شریعت کے تابع نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنا ایک نیا مذہب شروع کیا جو موسوی شریعت کی سختیوں اور غلطیوں سے پاک تھا۔ اور حضرت مسیح ناصری کا یہ مذہب ہی سچّا مذہب ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ نظریات ہی حضرت مسیح ناصری کا اصل مذہب ہیں تو کیا خود حضرت مسیح ناصری نے ان کی تعلیم دی ہے؟ اور وہ کون سا مأخذ ہے جہاں حضرت مسیح ناصری کی اس تعلیم کا ذکر ملتا ہے۔

اگر آپ متی کی انجیل پڑھیں تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ حضرت مسیح ناصری موسوی شریعت کے تابع تھے، وہ فرماتے ہیں:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور اُن کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہو گی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔''

(متی باب 5 آیت 17 تا 20)

☆......☆......☆

بقیہ تقریر: آنحضرت ﷺ کی نظر میں امام مہدیؑ کا مقام

....از صفحہ نمبر 2

پس ثابت ہوا کہ شیعہ صاحبان کی معتبر کتب کے مطابق بھی حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا امتی نبی و رسول ہونا حتمی اور یقینی امر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: وَاِذْ اَخَذَا للّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔ (آل عمران: 82) اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا (یعنی عہد) لیا کہ جب کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں۔ پھر اگر کوئی ایسا رسول تمارے پاس آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

یہی عہد (میثاق) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا کہ: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (الاحزاب: 08) اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ذریعہ اس کی اُمّت سے یہ عہد لیا تھا کہ آئندہ کبھی ایسا رسول آئے اور وہ وہی باتیں کہے جو مَیں کہتا ہوں تو ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

یہ عہد اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں سے بھی لیا کہ اے مسلمانو! جب تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو میرا مُصدّق ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا بلکہ ضرور اس کی مدد کرنا۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی کے بارہ میں مسلمانوں کو حکم دیا: "فَاِذَا رَأَیْتُمُوْہُ فَبَایِعُوْہُ وَ لَوْ حَبْواً عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِی" (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن) یعنی جب تم مہدی کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر بھی چلنا پڑے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ مہدی کو خلیفۃ اللہ کہنا اس کے اُمتی نبی اور رسول ہونے پر دلیل ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ دو آیات اور حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اُمتی نبی و رسول کا ہے۔ اور اسی بنا پر آپ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ اُس پر ایمان لانا اور اس کی بیعت کرنا۔ نیز یہ بھی فرمایا مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَئْہُ مِنِّی السَّلَامَ (دُرِّ منثور جلد 6 صفحہ 743 راوی حضرت انسؓ) یعنی جو تم میں سے مسیح و مہدی موعود کو پائے اُسے میرا اسلام پہنچائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں مسلمانوں پر جو ادوار اور زمانے آنے والے تھے اُس سے آگاہ کرتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی:

"اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ اُس کے بعد خلافت راشدہ کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہو گی۔ اور پھر یہ دَور بھی ختم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد مُلْکاً جَبْرِیَّۃ (جبری حکومت کا) دور آئے گا وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد پھر ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃ علی منہاج النبوۃ۔ ثُمّ سکت ۔ نبوت کے طریق پر خلافت راشدہ کا قیام ہوگا۔"

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 273)

دہلی سے نور محمد صاحب مالک اصح المطابع نے جو مشکوٰۃ المصابیح شائع کی تھی اُس میں اس حدیث کے نیچے بین السطور لکھا ہوا تھا الظاھر ان المراد لہ زمن عیسی و المھدی کہ ظاہر ہے اس سے عیسیٰ و مہدی علیہ السلام کا زمانہ مراد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کے طریق پر خلافت جاری ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی تو آپ کی مراد یہ تھی کہ مَا مِنْ نُبُوَّۃٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ (کنز العُمّال جلد 6 صفحہ 109) یعنی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام اُمتی نبی و رسول ہوں گے۔ اور اُن کے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت راشدہ کا از سر نو قیام ہو گا۔ الحمد للہ وہ نظام 27 مئی 1908ء کو جاری ہؤا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (جس کو خلیفہ بنایا) کی فرمانبرداری کرو "فَسَجَدُوا" تو فرشتوں نے فرمانبرداری کی، مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ خلافت کے وقت فرشتہ صفت انسان اُس کی دل و جان سے اطاعت کرتے ہیں مگر ابلیس صفت انسان انکار و تکبر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ بعض افراد جماعت 14 مارچ 1914ء تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُمتی نبی تسلیم کرتے رہے۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی خلافت کو بھی تقریباً چھ سال تک تسلیم کیا۔ اور پھر دوسری خلافت کے قیام کے وقت 'اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ' کا طریق اختیار کیا۔ اور خلافت سے انکار کر دیا۔ اصل میں انہوں نے نہ صرف نبوت اور خلافت کا انکار کیا بلکہ قرآن مجید اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا انکار کر دیا۔ 'اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ' والے گروہ میں شامل ہو گئے۔

ابتدائے اسلام اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے جس کسی نے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور خلافت کا انکار کیا اس کے حصہ میں سوائے ذلّت اور ناکامی کے کچھ نہ آیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَن یَّخْشیٰ (سوۃ النازعات: 27) یقیناً اس میں اُس کے لئے ضرور ایک بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ (یعنی عِیْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام) نَبِیٌّ وَّ اِنَّہٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریم (یعنی مثیل عیسیٰ ابن مریم) سے سب سے قریبی تعلق ہے۔ کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ جب تم اُسے (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کو) دیکھو تو اُس کو پہچان لینا۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حد بندی فرما دی کہ جس طرح میں اللہ کا نبی ہوں اسی طرح آنے والا مسیح و مہدی بھی اللہ کا نبی ہوگا۔ اور گو وہ میرا خادم اور شاگرد اور ظل ہو گا مگر بہرحال اُس کے نبی ہونے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ نیز یہ کہ امت محمدیہ کے ایک کنارے پر میں کھڑا ہوں اور دوسرے کنارے پر آنے والا مسیح موعود و مہدی موعود ہیں۔ اور دونوں کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی راہنمائی فرماتے ہوئے حکم دیا اگر حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے میری امت میں کوئی شخص نبی ہونے کا اعلان کرے تو اُسے ہرگز نہ ماننا۔ کیونکہ وہ "کَذَّابُوْن ثَلَاثُونَ" تیس (30) دجّالوں میں سے کوئی ایک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اس امت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں اُن کو یہ حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406)

قرآن مجید میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام و مرتبہ "شاہد" یعنی گواہ بیان ہوا ہے۔ آپؐ کی اطاعت و متابعت میں یہی مقام و مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی عطا ہوا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ انجیل مقدس کے نئے عہد نامہ یوحنا عارف کے مکاشفہ میں لکھا ہے کہ:

"میں اپنے دو گواہوں کو اختیار دوں گا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوت کریں گے۔"

(مکاشفہ باب 11-3)

قرآن مجید نے اس پیشگوئی کی تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کا پہلا حصہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ پورا ہوا ہے۔ آپ "شاہد رسول" ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل: 16) اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر "شاہد" (نگران) ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَ یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَ مِنْ قَبْلِہٖ کِتَابُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّ رَحْمَۃً (سورۃ ہود: 17) پس کیا وہ شخص جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہے اور جس کے پیچھے بھی اس کی طرف سے ایک گواہ آئے گا (جو اس کا فرمانبردار ہو گا) اور اس سے پہلے بھی موسیٰ کی کتاب آ چکی ہے۔

جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق دوسرے "شاہد نبی" حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔ اور ان کی بعثت کے ذریعہ "وَ یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ" کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہاں "مِنْہُ" کا لفظ اِس بات کی تاکید کرتا ہے کہ دوسرے شاہد کا امت محمدیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "اس جگہ خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی ذکر ہے جن کا نزول خدا تعالیٰ کی طرف سے اس رنگ میں ہونا تھا کہ جیسے کہ پہلے بیّنہ کا نزول ہؤا۔" (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 167۔ تفسیر سورۃ ہود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "شاہد نبی و رسول" ہونے کا ذکر قرآن مجید میں وَ شَاھِدٍ وَ مَشْھُوْدٍ (البروج: 04) (قسم ہے) ایک گواہی دینے والے کی اور اُس کی جس کی گواہی دی جائے گی، میں بھی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پس شاہد "مسیح موعود" ہیں اور "مشہود" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس جگہ فرمائی ہے کہ ہم شہادت کے طور پر اُس شاہد کو پیش کرتے ہیں جس کا دوسری جگہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو پیش کرتے ہیں۔ پس شاہد سے مراد یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت لوگوں کے قلوب سے مٹ چکی ہو گی وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ آپؐ سچے ہیں اور قرآن کریم کی صداقت لوگوں پر واضح کرے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 358)

کہتے ہیں کسی قدیمی زمانے میں کسی بادشاہ کو اپنا ایک گھوڑا بڑا محبوب و پیارا تھا۔ ایک دن وہ گھوڑا بیمار ہو گیا۔ بادشاہ نے حیوانات کے طبیبوں سے اُس کے علاج کے لئے کہا۔ اور تاکید کی کہ دن میں دو تین بار مجھے محل میں آ کر گھوڑے کی حالت کی اطلاع دیتے رہنا اور یاد رکھنا اگر کسی نے مجھے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا مر گیا ہے تو میں اُس کی زبان کٹوا دوں گا۔ طبیبوں نے ہر ممکن علاج کیا لیکن دو تین دن کے بعد گھوڑا مر گیا۔ طبیب بہت خوف زدہ ہوئے کہ اب بادشاہ کو گھوڑے کے مرنے کی اطلاع کون دے گا؟ ایک شاعر جو کہ بادشاہ کا دوست تھا اور بار بار گھوڑے کی حالت دیکھنے آتا تھا جب اُس نے طبیبوں کو خوفزدہ دیکھا تو ان سے کہا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں میں جا کر بادشاہ کو اطلاع دیتا ہوں۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا "بادشاہ سلامت آپ کا گھوڑا بڑے آرام میں ہے۔ پہلے وہ چارہ کھاتا تھا اب وہ چارا بھی نہیں کھا رہا، پہلے وہ درد سے ٹانگیں ہلاتا تھا اب وہ ٹانگیں بھی نہیں ہلا رہا ہے۔ مگر ہے بڑے آرام میں۔ پہلے وہ سانس لیتا تھا اب وہ نہیں لے رہا مگر وہ ہے بڑے آرام میں۔ تو بادشاہ کہنے لگا کہتا کیوں نہیں کہ گھوڑا مر گیا۔ اُس دوست نے فوراً کہا مرنے والی بات آپ نے کہی ہے میں نے نہیں کہی۔

یہی حال ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم نے پیشگوئی فرمائی تھی جب مسلمانوں کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بھیجے گا۔ کہتے ہیں کہ ہاں پیشگوئی تو ہے۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں آئے گا۔ کہتے ہیں ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تھا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ امام مہدی ظاہر ہو گئے ہیں تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ آپ نے کہا ہے، ہم نے نہیں۔

اے میرے مسلمان بھائیو! چودھویں صدی ہجری گزر گئی۔ اب تو پندرھویں صدی کے بھی 36 سال ہو گئے۔ آپ جس خیالی مسیح کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں یاد رکھیں کہ آپ کے انتظار والا گھوڑا مر چکا ہے۔ اُس میں کوئی سانس باقی نہیں رہی۔ حقیقت کو قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جس سچے امام مہدی علیہ السلام کو بھیجا ہے اُس کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ کو بھی توفیق دے کہ وہ زمانے کے امام کو مان کر دکھوں اور پریشانیوں سے باہر نکلیں۔ ایک دوسرے پر جو ظلم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ان ظلموں سے روکے اور اسلام اپنی حقیقی شان کے ساتھ ہر مسلمان ملک سے دنیا پر ظاہر ہو۔" (خطبہ جمعہ 17 جولائی 2015ء)

دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب!
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار!!

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا وآخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 17

(تسلسل کے لئے دیکھیں قسط نمبر 16۔شمارہ نمبر 37)

تزکیۂ نفس کا ایک بہت بڑا ذریعہ۔نماز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پرفرمایا:

’’**اللہ تعالیٰ نے تزکیۂ نفس کے لئے، برائیوں سے بچنے کے لئے، نماز کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے**...... یہ قرآن جو تزکیہ کرنے کی تعلیم سے پُر ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا کی مدد سے ملے گی۔پس جب ایک مومن بندہ خالص ہوکر اس کے آگے جھکے گا اور اس پر اس تعلیم کا اثر ہو گا اور برائیوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوگا اور پھر خالص ہوکر ادا کی گئی نمازیں بعد میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبانوں کو تر رکھنے کی طرف توجہ دلائیں گی تو ایسا شخص یقیناً اپنے نفس کا تزکیہ کرنے والا ہوگا‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 15فروری 2008ء)

....

قرآن مجید واحادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ تزکیۂ نفس کا ایک بہت بڑا ذریعہ نماز کا قیام ہے۔خلافت کے قیام کا ایک عظیم مقصد بھی قیام صلوٰۃ اور قیام عبادت ہے۔اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام نے قرآن مجید، سنت نبوی اور احادیث کے حوالہ سے اس کثرت سے نماز کی اہمیت اور عظمت اور اس کی حکمت وفلسفہ پر روشنی ڈالی ہے اور افراد جماعت کو نہ صرف عمومی طور پر نمازوں کے قیام کی تاکید کی ہے بلکہ قیام عبادت کے اعلیٰ معیاروں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور انہیں حاصل کرنے کے لئے مختلف پیرایوں میں ترغیب و تحریص دلائی ہے اور اس کے لئے متعدد عملی و انتظامی اقدامات اٹھائے ہیں اور مختلف منصوبوں اور تحریکات کے ذریعہ عبادت کے لئے شوق و ولولہ پیدا کرنے کی نہایت جلیل القدر مساعی جمیلہ فرمائی ہیں جن کا ذکر بلا مبالغہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صفحات میں بھی سمانہیں سکتا۔اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلفائے عظام کی دعاؤں سے ان تحریکات کے نہایت شاندار نتائج بھی ظاہر ہوئے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں خلافت حقّہ کی صورت میں ایسی آسمانی سیادت نصیب ہے جو نہایت دردمندی کے ساتھ ہماری عملی اصلاح کے لئے کوششیں کرتی ہے اور اپنی دعاؤں اور تدابیر حسنہ سے ہمیں عبادتوں کی لذّت سے آشنا کرتے ہوئے ارفع اور اعلیٰ منازلِ روحانی کی طرف ہماری ترقی کے لئے مسلسل کوشاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمتِ عُظمیٰ کی قدر کرنے اور عبادات کے ان بلند روحانی معیاروں کو حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

....

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پرفرمایا:

’’......پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔لیکن کس طرح؟ کیا صرف ایک دو نمازیں؟ نہیں، بلکہ پانچ وقت کی نمازیں۔...... پانچ فرض نمازیں تو وہ سنگ میل ہے جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے۔ **پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے، اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔‘‘ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم۔بحوالہ مرزا غلام احمد اپنی تحریروں کی رُو سے جلد اول صفحہ 143)

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ نمازیں نیکی کا بیج ہیں۔ **پس نیکی کے اس بیج کو ہمیں اپنے دلوں میں اس حفاظت سے لگانا ہوگا اور اس کی پرورش کرنی ہوگی کہ کوئی موسمی اثر اس کو ضائع نہ کر سکے۔** اگر ان نمازوں کی حفاظت نہ کی تو جس طرح کھیت کی جڑی بوٹیاں فصل کو دبا دیتی ہیں یہ بدیاں بھی پھر نیکیوں کو دبا دیں گی۔ **پس ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی نمازوں کی اس طرح حفاظت کریں اور انہیں مضبوط جڑوں پر قائم کر دیں کہ پھر یہ شجر سایہ دار بن کر، ایسا درخت بن کر جو سایہ دار بھی ہو اور پھل پھول بھی دیتا ہو، ہر برائی سے ہماری حفاظت کرے۔** پس پہلے نمازوں کے قیام کی کوشش ہوگی۔ پھر نمازیں ہمیں نیکیوں پر قائم کرنے کا ذریعہ بنیں گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک احمدی کی شناخت یہی بتائی ہے۔

پس ہر احمدی خود اپنے جائزے لے، اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا ہم اپنی اس شناخت کو قائم رکھنے کی کوشش کررہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح پہچانے جاتے ہیں کہ عابد بھی ہیں اور اعلیٰ اخلاق بھی اپنے اندر رکھے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو پورا کرنے والے ہیں۔یہ جائزے جو ہم لیں گے تو یہ جائزے یقیناً ہمارے تزکیہ کے معیار کو اونچا کرنے والے ہوں گے‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 15فروری 2008ء)

....

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’نماز ایک ایسی چیز ہے، وہ ایسی بنیادی بات ہے جس پہ ہمیں کسی بھی قسم کی خوش فہمی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر احمدی، ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے، سو فیصد اس بات پر قائم ہو کہ وہ نمازوں کے قیام کی کوشش کر رہا ہے۔...... یہ ایک اہم اور بنیادی رکن ہے جس پر ہر احمدی کو سو فیصد عمل کرنا چاہئے ورنہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہمارے ایمان کی عمارتوں میں دراڑیں پڑ جائیں گی۔

...... **خلافت کا وعدہ ان ایمان والوں کے ساتھ ہے جو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والے ہیں۔ پس اگر حقیقی رنگ میں خلافت کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بننا ہے تاکہ اس انعام سے ہمیشہ فیض پاتے رہیں تو اپنی نمازوں کے قیام کی طرف خاص توجہ دینا ہر احمدی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔**

پس دوبارہ میں کہتا ہوں کہ ہر احمدی اپنے جائزے لے کہ کیا ہم اپنی نمازوں کی حفاظت اس کا حق ادا کرتے ہوئے کررہے ہیں؟ کیا ہم نے اپنی نمازوں کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔...... **نفس کی پاکیزگی کے لئے سب سے اہم ذریعہ قیام نماز ہے** اور یہ نماز کا قیام کرنے والے ہی وہ لوگ ہیں جن کا غیب پر بھی ایمان مضبوط ہوتا ہے اور جو غیب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ان کے ہی تقویٰ کے معیار بھی اونچے ہوتے ہیں۔

پس ہر احمدی کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور آخری زمانے میں آنے والے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہیں، یہ کافی نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوگا۔جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا، ایسا خوف جو ایک قریبی تعلق والے کو دوسرے کا ہوتا ہے کہ کہیں ناراض نہ ہوجائے تو اس سے پھر محبت میں اضافہ ہوگا۔اور جب محبت میں اضافہ ہوگا تو یہ خوف مزید بڑھے گا اور اس کی وجہ سے نیک اعمال سرزد ہوں گے۔ان کے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ نمازوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ نمازوں کو اس کے حق کے ساتھ ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی، ورنہ نری بیعت جو ہے وہ بخشش کا ذریعہ نہیں بن سکتی‘‘۔ (خطبہ جمعہ 22فروری 2008ء)

....

نماز کی اہمیت، اس کی حقیقت، اس کی فلاسفی اور اس کی لذّتوں سے آشنائی اور اس کے ثمرات و برکات کے حصول کے لئے ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے۔ان تمام امور سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے بار بار اور مختلف پیرایوں میں نہایت سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔

ذیل میں حکمت و معرفت کے اس لازوال خزانہ سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔امید ہے کہ یہ نہایت مبارک اور پُر شوکت نورانی تحریریں ہمارے دلوں کے زنگ کو دُور کرنے اور حقیقی نمازوں کی لذّت سے فیضیاب ہونے میں ہمارے لئے مشعل راہ اور نہایت مفید اور ممد ثابت ہوں گی۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔(آمین)

....

ایمان کی جڑ نماز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔** جب انسان بندہ ہوکر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک اُمت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ **ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعۂ حصولِ قرب الٰہی ہے۔**‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 292۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے

❁ ’’**صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے......تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔**‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 562-561۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

نماز کا زور روح پر ہے

❁ ’’روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔روزے کا زور جسم پر ہے اور **نماز کا زور روح پر ہے۔نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے**‘‘۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 293-292۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

نماز پاکیزگی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے

❁ نماز اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے کلمہ طیبہ کے بعد دوسرا نہایت اہم رکن ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس کی اہمیت اور نماز کی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید میں ان مُصلّیوں پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بُخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان درد اور فرقت میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو۔جس سے وہ اطمینان اور سکینت اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بُلاوے یہ جا نہیں سکتا۔جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہوسکتا۔بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ فلاں گناہ دُور ہوجاوے جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس لوّامہ ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہوجاتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہوسکتا۔ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لیے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہؤا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دُور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دُور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دُور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں۔یہی سرّ ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا نماز فحشاء یا منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو۔اسی لیے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ کیوں کہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کردے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقّت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لیے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہوکر ہلاک ہوجاتے ہیں۔وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا

کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرتِ احدیّت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کرلیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لیے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں ایک اور افسوسناک امر پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اُڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور ورد قرار دے دیئے۔ کوئی نوشاہی ہے۔ کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہوجاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہوگذرے ہیں۔ ان سب کا تجربہ ہے کہ **نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔"**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 94-92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

گناہوں کے معاف کرانے کی مرکّب صورت کا نام نماز ہے

❁ اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ **خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔** نماز اس لیے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مارلیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکّب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتادے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 184۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ **"صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے اور اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہ جاوے اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اس کی کل حرکات اور سکنات اس کا فعل اور ترک فعل سب اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہوجاوے خودی دور ہوجاوے۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 590۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز کی اہمیت اور حقیقت

❁ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور نماز کے متعلق ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا:

"نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرمادی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

نماز کیا ہے؟

نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا، اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کرکے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں۔ اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کرلیں۔

خدا تعالیٰ کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔ پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرتِ کفّار ہے۔ بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے اُذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (البقرۃ:153) یعنی اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو۔ میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا۔ اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔ پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں۔ ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہئے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر کسی طرح کی امید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔

نماز خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے

اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دُوری بھی لمبی۔ پس جو **شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہوکر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کردی وہ کیا پہنچے گا۔**

اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اسے دل کی تسکین، آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہوکر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیرِ پا کردیا تھا۔ جب سے اسے ترک کیا وہ خود متروک ہوگئے ہیں۔ **درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔** ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کردیا ہوا ہوتا ہے۔

نماز میں کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ عرض کرتا ہے۔ التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے اور دوسرا اس کی غرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گزارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے۔ نمازی کا یہی حال ہے خدا کے آگے سربسجود رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے مصائب اور حوائج سناتا ہے۔ پر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب دے کر تسلّی دیتا ہے۔ بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 190-188۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

عبادت کی حقیقت

❁ "اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی یہی عبادت ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذریات:57)

عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دُور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ۔ جیسے سُرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنالیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا رُوح ہی رُوح ہو اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔

مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اُس میں پیدا ہوکر نشوونما پائیں گے اور وہ اثمار شیریں و طیّب ان میں لگیں گے جو اُکُلُھَا دَائِمٌ (الرعد:36) کے مصداق ہوں گے۔ یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہاں صُوفیوں کے سلوک کا خاتمہ ہے۔ جب سالک یہاں پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے۔ اس کا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس پر نزول فرماتا ہے۔ سلوک کی تمام منزلیں یہاں آکر ختم ہوجاتی ہیں کہ انسان کی حالتِ تعبّد درست ہو، جس میں رُوحانی باغ لگ جاتے ہیں اور آئینہ کی طرح خدا نظر آتا ہے۔ اسی مقام پر پہنچ کر انسان دُنیا میں جنت کا نمونہ پاتا ہے۔

......غرض حالتِ تعبّد کی درستی کا نام عبادت ہے۔

پھر فرمایا: اِنَّنِیْ لَکُمْ مِنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ (ھود:3) چونکہ یہ تعبّدِ تام کا عظیم الشان کام انسان بدُوں کسی اُسوۂ حسنہ اور نمونہ کاملہ کے اور کسی قوتِ قدسی کے کامل اثر کے بغیر نہیں کرسکتا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَیں اسی خدا کی طرف سے نذیر اور بشیر ہوکر آیا ہوں۔ اگر میری اطاعت کرو گے اور مجھے قبول کرو گے تو تمہارے لیے بڑی بڑی بشارتیں ہیں۔ کیونکہ مَیں بشیر ہوں اور اگر رَدّ کرتے ہو تو یاد رکھو کہ مَیں نذیر ہوکر آیا ہوں۔ پھر تم کو بڑی بڑی عقوبتوں اور دُکھوں کا سامنا ہوگا...... دُنیا میں انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشّمس:10) پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔ **جب انسان عبادت کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کا پاک سلسلہ جاری ہوجاتا ہے** اور جو نعمتیں آئندہ بعد مُردن ظاہری، مرئی اور محسوس طور پر ملیں گی وُہ اب رُوحانی طور پر پاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جب تک بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع نہ ہو۔ اور اس عالم میں اُس کا حظ نہ اُٹھاؤ۔ اُس وقت تک سیر نہ ہو اور تسلی نہ پکڑو۔ کیونکہ وُہ جو اس دنیا میں کچھ نہیں پاتا اور آئندہ جنت کی اُمید کرتا ہے وہ طمع خام کرتا ہے۔ اصل میں وہ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَفِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی (بنی اسرائیل:73) کا مصداق ہے۔ اس لیے جب تک ماسوی اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمین دِل سے دُور نہ کرلو اور اُسے آئینہ کی طرح مُصفا اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو۔ صبر نہ کرو۔

مُرشدِ کامل کی ضرورت

ہاں یہ سچ ہے کہ انسان **کسی مُزکّی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کرسکتا۔** اسی لیے اس کے انتظام وانصرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کاملِ نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپؐ کے سچے جانشینوں کا سلسلہ جاری فرمایا...... جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہیں ہے۔ نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دے گا۔ اسی طرح پر یہ زمینداری جو رُوحانی زمینداری ہے کاملِ طور پر کوئی نہیں کرسکتا، جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی، آبپاشی، نلائی کے تمام مَرحلے طے کرچکا ہو۔ اسی طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرشد کامل کی ضرورت انسان کو ہے۔ **مُرشد کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان و ناواقف بچہ ایک کھیت میں بیٹھا ہو اصل پودوں کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وُہ گوڈی کر رہا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ عبادت خود ہی آجائے گی۔ نہیں، جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع اِلی اللہ اور تبتّلِ تام کی راہیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔"**

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 348-347۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

......(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جلسہ سالانہ یوکے 2015ء میں
کونگو کنشاسا سے شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات

☆......’’بحیثیت ایک جج خدا تعالیٰ نے مجھے اتنی فراست دی ہے کہ دیکھ سکوں کہ کہاں حقیقت کو چھپایا جارہا ہے اور کہاں اظہارِ حق کیا جارہا ہے۔‘‘

☆......’’جماعت احمدیہ انسانیت کے لئے خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے جس کی فتح بہت واضح اور صاف نظر آرہی ہے۔‘‘

(رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ امیر جماعت احمدیہ کونگو کنشاسا)

امسال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر عوامی جمہوریہ کونگو سے غیر از جماعت مہمانوں کے پہلے وفد میں ہزایکسی لینسی جناب جسٹس Noel Kilomba Ngozi Mala صاحب جج آف Constitutional کورٹ آف کونگو اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ جلسے کے اس اہم اور تاریخی موقع پر آپ کے تأثرات ہدیۂ قارئین ہیں۔

تعارف

آبادی اور رقبے کے لحاظ سے عوامی جمہوریہ کونگو دنیا کا سب سے بڑا فرنچ ملک ہے۔ جبکہ تیئس لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد رقبے کے ساتھ افریقہ کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال یہ ملک، خوبصورت قدرتی مناظر، قدرتی جنگل، سارا سال بہتے دریاؤں، خوبصورت جھیلوں، سرسبز پہاڑوں کے ساتھ وسطی افریقہ میں واقع ہے۔ کونگو کی سرحد نو ممالک سے لگتی ہے۔ رواں سال میں سیاحت کے لئے پسندیدہ ترین پہلے دس ممالک میں سے ایک عوامی جمہوریہ کونگو بھی ہے۔

اس سال جلسے میں شامل ہونے والے ہمارے معزز مہمان ہزایکسی لینسی جناب جسٹس Noel Kilomba Ngozi Mala صاحب تھے۔ آپ Constitutional کورٹ آف کونگو کے ممبر جج ہیں۔

Constitutional کورٹ آف کونگو کا قیام گزشتہ سال ہوا تھا۔ قبل ازیں آئین اور دستور سے متعلقہ تمام معاملات بھی سپریم کورٹ دیکھتی تھی تاہم گزشتہ سال سے آئین اور دستور کے متعلقہ معاملات کو دیکھنے کے لئے الگ عدالت کا قیام کیا گیا۔ اس عدالت کے کل نو ممبرز ہیں۔ آئین اور دستور سے متعلق فیصلہ جات، قانون کی حتمی تشریح، صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم کے متعلق ریفرنسز کو نپٹانا اس عدالت کے فرائض میں شامل ہے۔ اس عدالت کے فیصلے کسی اور جگہ چیلنج نہیں کئے جا سکتے۔ ملکی لحاظ سے اس کورٹ کی بہت اہمیت ہے اور تمام ممبران آئین اور دستور کے متخصصین و ماہرین ہیں۔ جلسے میں شامل ہونے والے ہمارے معزز مہمان ملکی اور غیر ملکی سطح پر معروف شخصیت ہیں۔ آپ اپنے تجربہ، فہم و فراست اور عدالتی نظام پر دسترس رکھنے کی بِنا پر جوڈیشری کی طرف سے منتخب ہونے والے تین ممبران میں سے ایک ہیں۔

جلسے میں شمولیت

گزشتہ سال بھی آپ کا ارادہ جلسے میں شامل ہونے کا تھا تاہم اپنی مصروفیات کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے امسال تمام رکاوٹیں دور ہوئیں تو آپ نے بھرپور طریق پر جلسے میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نے جلسے کے تمام دنوں کی کارروائی پورے انہماک اور توجہ سے سنی۔ آپ جب جلسہ گاہ میں جاتے تو پھر اجلاس ختم ہونے تک کسی بھی ضرورت کے لئے باہر نہ نکلتے۔ بلکہ جب تک خاکسار ان کے پاس آکر باہر چلنے کا نہ کہتا آپ اپنی نشست پر تشریف رکھتے۔ الحمد للہ آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ بہت نیک اثر لے کر جلسے سے واپس آئے۔

جلسے کے تیسرے دن آپ کو مہمانوں کے تأثرات کے وقت میں فرنچ زبان میں مختصر تقریر کرنے کا موقع بھی ملا جس کا ترجمہ پیش کرنے کی توفیق عاجز کو عطا ہوئی۔ اس پیغام کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اردو ترجمہ پیغام آف ہزایکسی لینسی جناب Noel Kilomba Ngozi Mala صاحب جج آف Constitutional کورٹ آف کونگو برموقع 49واں جلسہ سالانہ یوکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اور معزز حاضرین و سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہزاروں معزز افراد کے اس عظیم الشان جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت پر مجھے اپنے جذبات مسرت کا اظہار کرنے کی اجازت دیں۔ دنیا میں امن، محبت اور انصاف کے قیام کے لئے مَیں آپ لوگوں کی جرأت اور مضبوط عزم و ہمت دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں۔

حضور انور! میری طرف سے انتہائی محبت، گہرے ادب اور احترام کے جذبات قبول فرمائیں۔ اس عظیم الشان جلسے میں میری شمولیت اس بات کا ثبوت ہے میرے ملک کی مرضی اس میں شامل ہے اور امیر جماعت کونگو مستعدی سے بطور مبلغ اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اور اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیغام ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کو کونگو میں مثبت انداز سے قبول کیا جارہا ہے۔

اسی لئے میں سیدنا حضور انور کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کے مشن کو کامیابی سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور ان تمام احمدیوں کو داد تحسین دیتا ہوں جو پاکستان میں صرف اسلام پر ایمان لانے کی وجہ سے ظلم و زیادتی اور ناانصافی سے قتل کئے جارہے ہیں۔ ایسی تمام ناانصافیوں کی مَیں سختی سے مذمّت کرتا ہوں۔ ان شہادتوں میں آخری شہادت 19؍اگست کو مکرم اکرام اللہ صاحب کی ہوئی ہے۔ جن کو تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان میں ناانصافی اور بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔ ایک دن یہ ظلم اور ناانصافی کرنے والے انصاف کے کٹہرے میں کھڑے کئے جائیں گے۔ اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے اور انصاف قائم ہو کر رہے گا۔

حضور انور! کونگو میں جماعت احمدیہ کا پیغام امن، اطمینان مذہبی رواداری، اخوت اور ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے نعرہ کے ساتھ دیا جارہا ہے۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے حیرانی کا باعث بنتی ہے جن کے نزدیک اسلام صرف دہشتگردی کا مذہب ہے۔ جماعت احمدیہ کی یہی تعلیمات ان لوگوں کے غلط تصورات کو زائل کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔

کونگو کے دستور کے آرٹیکل 22 میں لکھا ہے کہ:

’’ہر کسی کو سوچنے، اپنا مذہب اختیار کرنے کی آزادی ہے۔ ہر کسی کو اپنے مذہب اور عقیدے کا اظہار کرنے، انفرادی یا اجتماعی طور پر، اکیلے یا پبلک میں عبادات بجالانے، تعلیمات کا پرچار کرنے، عمل کرنے اور اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل حق ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ قانون کا احترام کیا جائے، نہ دنگا فساد ہو اور نہ ہی دوسروں کے حقوق کو پامال ہونے دیا جائے۔‘‘

جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا ایک اور خوبصورت پہلو حُبّ الوطنی کی تعلیم ہے۔ (یہ اصول ہمارے دستور میں بھی بیان ہے۔) اور ہر Congolese اس کو پسند کرتا ہے۔ مجھے خود اس عظیم الشان روحانی جلسے میں دنیا بھر کے لہراتے ہوئے پرچم اور خاص طور پر اپنے ملک عوامی جمہوریہ کونگو کا پرچم دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور دل مطمئن ہوا ہے۔

کونگو ایک سیکولر ملک ہے جہاں مذہبی آزادی کو مکمل قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔ اور کوئی قانون اس آرٹیکل کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔ اور کسی کو برابر کی مذہبی آزادی کے خلاف اقدام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

لندن جیسے تاریخی شہر میں جو ہمیشہ سے آزادیٔ اظہار کا مرکز رہا ہے اس عظیم جلسے میں شمولیت اختیار کرنا میرے ملک عوامی جمہوریہ کونگو کے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔

مَیں اس موقع پر حکومت برطانیہ کا بھی شکریہ بانیٔ جماعت احمدیہ کے الفاظ میں کرتا ہوں جو آپ نے ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی پر انہیں اسلام کا پیغام دیتے ہوئے اور ان کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمائے تھے۔

’’**اے اقبال مند قیصرہ ہند!** اس جوبلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔‘‘

حضور انور اور معزز خواتین و حضرات! میرا ملک عوامی جمہوریہ کونگو تیئس لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں 375 قبائل اور گروپ امن اور اتحاد سے رہتے ہیں۔ **میں نے حضور انور کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace پڑھی ہے۔ یہ کتاب میرے لئے کسی قیمتی خزانے سے کم نہیں جس میں حکمت کے موتی پنہاں ہیں۔ جو قاری کو بے شمار روحانی فوائد پہنچانے والی ہے۔** میں یقیناً اپنے ہم وطنوں کی خدمت کرنے کے لئے اس کتاب کی قیمتی نصائح سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ **جماعت احمدیہ افریقہ اور ساری دنیا کے لئے تیز روشنی والی سرچ لائٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔**

میں ابتدا سے ہی حضور انور کے خطابات سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ خاص طور پر اسلام میں خواتین کے حقوق والا خطاب بہت اہمیت کا حامل تھا۔ اس خطاب کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ واقعتہً اسلام میں عورت کی اہمیت اور حقوق بہت زیادہ ہیں برخلاف اس پروپیگنڈے کے جو اس موضوع پر اسلام کے خلاف کیا جاتا ہے۔ کونگو کے آئین میں بھی عورت کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ انسانیت کے لئے خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے جس کی فتح بہت واضح اور صاف نظر آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی سیاسی اور مذہبی مخالفت بھی جاری ہے۔ جلسے میں شامل ہو کر مَیں سمجھ گیا ہوں کہ اسلام امن اور محبت کا مذہب ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ ایک حقیقت افروز نعرہ ہے۔ انسانیت کے لئے ایک بے بہا خزانہ ہے۔ اور امن اور انصاف کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا بہترین جواب ہے۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں عالمگیر جماعت احمدیہ کونگو پر۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں عالمگیر جماعت احمدیہ پر۔ اللہ کرے کہ دنیا میں انصاف کا بول بالا ہو۔ بہت شکریہ۔ احمدیت زندہ باد

....

سیدنا حضرت امیر المومنین سے ملاقات

جلسے کے دو دن بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت معزز مہمان کو ان کی اہلیہ سمیت ملاقات کا وقت عطا فرمایا۔ اس ملاقات میں عاجز کو ترجمانی کے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضور انور نے تفصیل کے ساتھ معزز مہمان سے گفتگو فرمائی۔ انصاف کے قیام کے لئے دیانتداری سے اپنے فرائض ادا کرتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے فرمایا انصاف کے قیام کے لئے بعض اوقات قربانی بھی دینا پڑتی ہے۔ تاہم عارضی فوائد کے لئے انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اس ملاقات میں معزز مہمان نے جلسے سے متعلق تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا جلسے میں ہر چیز مکمل تھی کوئی فساد اور جھگڑا نہیں تھا۔ اتنے بڑے مجمع کا اتنے آرام اور امن سے رہنا کسی معجزے سے کم نہیں۔ کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ ہر طرف محبت ہی محبت تھی۔ اتنے زیادہ مہمانوں کے باوجود سب کا خیال رکھنا غیر معمولی ہے۔ کسی مہمان کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

وفد کو حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضور انور نے دونوں مہمانوں کو تحائف سے نوازا۔

....

حضور انور سے ملاقات کے متعلق تأثر

حضور انور سے ملاقات کے متعلق آپ نے کہا:

حضور انور کے سامنے بیٹھ کر بات کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مجھے لگا جیسے میرے سارے خیالات محو ہو گئے ہوں۔ انسان آپ کی شخصیت کے سحر میں گم ہو جاتا ہے۔ مجھے کہا اگر آپ ترجمہ نہ کر رہے ہوتے تو میں اتنی دیر حضور کے سامنے بیٹھ کر بات جاری نہ رکھ سکتا۔ جب آپ ترجمہ کرتے تو اتنی دیر میں مَیں اپنے خیالات مجتمع کر لیتا۔ میری اہلیہ جو حضور سے خود بھی بات کرنے کی نیّت سے گئی تھیں حضور انور کے پوچھنے پر بھی کوئی بات نہ کر سکی۔

جلسے کے بعد واپس جا کر عاجز کو لکھا:

’’میرے چھوٹے بیٹے، جس کی عمر دس سال ہے، نے جب حضور انور کی تصویر دیکھی تو کہا: le Calife est vraiment tres beau کہ حضور انور واقعتہً بہت خوبصورت ہیں۔ میرے حلقہءِ احباب بھی میرے اس سفر سے بہت خوش ہیں۔ لوگوں کے لئے یہ امر حیرانی کا باعث ہے کہ اسلام صرف اور صرف امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی دہشتگردی کی کوئی گنجائش نہیں۔ میرے دوست احباب، جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ 20

75 سال منا رہے ہیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ اگر صرف خوشی اور ہاہُو ہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن انصار اللہ کے بہت سے ایسے ممبران بھی ہیں جو صرف جوبلی منانے کی خوشی تک ہی محدود رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جوبلی منائی اور کام ختم ہو گیا بلکہ بہت سے عہدیداران بھی جس ذوق وشوق سے جوبلی اجتماع اور پروگراموں کو سرانجام دینے کے لئے کوشش کر رہے ہیں ان میں بھی چند دن بعد وہی عام سستی طاری ہو جائے گی۔ اگر ہم نے صرف عارضی خوشی منانی ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے۔

قوموں کی زندگی میں 75 سال کوئی ایسی چیز نہیں ہوتے جس کو بڑی کامیابی سمجھ لیا جائے اور صرف خوشی منا کر ہم بیٹھ جائیں اور کہتے پھریں کہ دیکھو ہماری تنظیم 75 سال سے قائم ہے۔ دنیا میں کئی تنظیمیں ہوں گی جنہوں نے 75 سال بلکہ 100 سال منائے ہوں گے لیکن آہستہ آہستہ ان کو وہ مقصد یاد نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ قائم کی گئی ہوتی ہیں یا مصلحتوں اور ممبران کے مفادات کا شکار ہو کر وہ اپنے بنیادی مقصد سے دُور چلی جاتی ہیں۔ اگر وہ تنظیمیں دنیا کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہوں تو ایک عرصے کے بعد دنیا ان کے فوائد سے محروم ہو جاتی ہے۔ بیشک ان کے بجٹ بڑے بڑے ہوتے ہیں، بیشک وہ بظاہر طاقتور نظر آتی ہیں لیکن ان کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہوتی ہیں کیونکہ اصل مقصد سے وہ دُور ہٹ گئی ہوتی ہیں۔ اگر بہت بڑے بڑے بجٹ ہیں اور بیشک آمد ہو رہی ہو تو مفاد پرست طبقہ ہی بجٹ سے بھی فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ یا اگر وہ ملکوں کی تنظیم ہے تو طاقتور ملک ہی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ یا صرف اس حد تک دوسروں کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے جبتک کہ بڑے بڑے ممالک یا ملکوں کے مفادات متاثر نہ ہوں۔ گویا کہ اصل مقصد وہ نہیں ہوتا جس کی بنیاد پر یہ شروع کی گئی تھیں بلکہ اپنے مفادات ہو جاتے ہیں۔ جس روح کے ساتھ تنظیم کو چلانے کا شروع میں دعویٰ کیا جاتا ہے اسے وہ بھول جاتے ہیں۔ دنیاوی تنظیموں میں اس کی سب سے بڑی مثال اس وقت یو این او (UNO) ہے جس کے 70 سال پورے ہو گئے ہیں اور وہ بھی اسے منا رہے ہیں۔ اور بہت سے تبصرہ کرنے والوں نے اس کے بارے میں تبصرہ کیا ہے۔ کالم لکھے ہیں کہ اس نے اپنے بنیادی مقصد سے ہٹ کر کھویا زیادہ ہے اور پایا کم ہے۔ تو یہ تو دنیاوی تنظیموں کا کام ہے اور ان کی حالت ہے۔ لیکن روحانی جماعتوں میں جو تنظیمیں قائم ہوتی ہیں ان کی بنیاد خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی خوشیاں ظاہری دنیاوی خوشیاں نہیں ہوتیں، نہ ہونی چاہئیں۔ پس یہ خوشی ہم نے حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے ایک کے بعد دوسری نسل کے انصار کو ایک مسلسل جدوجہد کے ساتھ اپنے مقاصد کو زندہ رکھنا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انصار اللہ قائم فرمائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سامنے رکھتے ہوئے، جس میں ایک ایسے نبی کے مبعوث ہونے کی دعا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ۔اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ (البقرۃ: 130)۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اے ہمارے ربّ! تو اُن میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث فرما۔ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ جو اُن پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 265)

پس یہ ہے وہ مقصد، یہ ہیں وہ باتیں جن کو آپ نے سامنے رکھا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنانے والا ہو، جو شریعت کے احکام اور اس کی حکمتیں سمجھانے والا ہو، جو تزکیہ کرنے والا ہو۔ یہ رسول کے لئے دعا مانگی گئی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ اور پھر سورۃ جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے آخرین میں بھی ایسے نبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے آنے کا ذکر فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے پہنچانے والا ہو۔ اور پھر اس حوالے سے باقی ذیلی تنظیموں کی طرح انصار اللہ پر بھی یہ ذمہ داری ڈالی کہ تمہارا کام بھی تبلیغ کرنا ہے۔ قرآن کریم پڑھانا ہے۔ اس کی شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے۔ اچھی تربیت کرنا ہے۔ قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کر کے انہیں ترقی کے میدان میں بڑھانا ہے۔ پس یہ مقاصد ہیں جس کے لئے انصار اللہ قائم کی گئی تھی۔ 75 سال پورے ہونے پر ہم نے دیکھنا ہے کہ یہ ذمہ داریاں ہم نے کس حد تک ادا کی ہیں۔ یہ مقاصد ہم نے کس حد تک پورے کئے ہیں۔ کیا ہم نے تبلیغ کا حق ادا کر کے اسلام کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہم نے تعلیم حاصل کر کے پھر اسے اپنی نسلوں میں رائج کرنے کی ذمہ داری بھی ادا کی ہے۔ کیا ہم نے اپنی اولادوں کو بھی اور دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکمتیں بتانے کی ذمہ داری ادا کی ہے یا صرف ان بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ہی پیچھے پڑے رہے ہیں۔ کیا ہم نے جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے یا خاص طور پر ان ملکوں میں آ کر صرف مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں میں شامل رہے ہیں۔

پس 75 سال پورے ہونے پر یہاں کی انصار اللہ بھی اور دنیا کی انصار اللہ کی تنظیمیں بھی یہ جائزے لیں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ اس وقت امریکہ والے بھی براہ راست یہ پیغام سن رہے ہیں، وہاں بھی انصار اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اَور جگہوں پر بھی سن رہے ہوں گے۔ صرف انصار اللہ کا ممبر ہونا تو مقصد نہیں ہے بلکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنا اصل مقصد ہے۔ تبھی ایک کے بعد دوسری نسل اس کام کو سنبھالنے کے لئے آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تبھی ہم اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ تبھی ہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے انصار میں شمار ہو سکیں گے اور ہم حقیقت میں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے والے کہلا سکیں گے۔

قرآن کریم میں یہ نعرہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے حوالے سے ملتا ہے۔ ایک آیت تلاوت بھی کی گئی تھی۔ لیکن اس وقت جب ان پر تنگیاں وارد کی جا رہی تھیں، اس وقت جب وہ لوگ مشکلات میں گرفتار تھے اور پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ عیسائیت پر، خاص طور پر موحّد عیسائیوں پر، یہ سختیاں تقریباً تین سو سال تک مختلف جگہوں پر اور مختلف حالتوں میں وارد ہوتی رہیں۔ سختیوں کے باوجود وہ اپنے مقصد کی حفاظت کرتے رہے اور پھر جب تین سو سال کے بعد حکومتوں نے عیسائیت قبول کی تو گو عیسائیت بڑے وسیع پیمانے پر پھیلنا شروع ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی بنیادی تعلیم سے وہ دُور ہوتے چلے گئے۔ اپنے مقصد کو بھول گئے۔ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بنیادی پیغام اور تعلیم جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کا سبق دیتی تھی اسے بھول کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ آج دنیا سمجھتی ہے کہ عیسائیت نے بڑی ترقی کی ہے۔ ایسی ترقی کو کیا کرنا جس کا مقصد دنیا کی چکاچوند سے متأثر ہونا ہے اور خدا تعالیٰ کی یاد کو پسِ پُشت ڈالنا ہے۔ یہ اس بنیادی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے ہے جو آج مثلاً اپنے زعم میں بڑے بڑے مغربی سکالر ہم جنس پرستی کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ مذہب کو نرم رویّہ دکھاتے ہوئے اسے بھی اب اپنی تعلیم کا حصہ بنا لینا چاہئے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ ان دنیاداروں کا مذہب کے بارے میں یہ تصور ہے۔ گویا مذہب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے فرستادوں پر نہیں اترتا بلکہ دنیاوی مجلسیں اور تنظیمیں اور نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار ضرورت کے مطابق مذہب میں دخل اندازی کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بدل سکتے ہیں۔ ایسی سوچیں اور ایسی حرکتیں پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دیتی ہیں۔ یہ باتیں بتاتی ہیں کہ یہ لوگ پستیوں میں گر رہے ہیں۔ کہاں تو وہ عیسائی تھے جنہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگایا اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا عہد کیا، جنہوں نے یہ عہد کیا کہ ہم توحید کے قیام کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور کہاں آج کے یہ لوگ ہیں جو شرک میں مبتلا ہوئے تو اخلاقی گراوٹوں میں بھی گرتے چلے گئے اور گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا کمانا ہے اور دین کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا ہے، نہ کہ دین کے پیچھے چلنا ہے۔

ان حقیقی عیسائیوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۔قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ ۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (آل عمران: 53-54) پس جب عیسیٰ نے ان میں، عام لوگوں میں انکار کا رجحان دیکھا، محسوس کیا تو اس نے کہا کون اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تُو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ (یہ دعا ہے کہ) اے ہمارے ربّ! ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تُو نے اتارا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔

پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حواری ہونے کا حق ادا کیا۔ جنہوں نے اٰمَنَّا بِاللّٰہ کا اعلان کیا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ ہم فرمانبرداروں میں سے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں گے اور فرمانبرداری دکھائیں گے۔ دنیاوی دلچسپی اور دنیاوی مصلحتیں ہمیں دین سے دُور نہیں کریں گی۔ انہوں نے شرک سے بیزاری کا اعلان کر کے رَبَّنَآ اٰمَنَّا کی آواز بلند کی اور اعلان کیا کہ اے ہمارے رب! ہم ان باتوں پر ایمان لائے، اس تعلیم کو مانا جو تُو نے اپنے رسول کے ذریعہ سے اتاری ہے۔ پس یہ لوگ تھے جن کو اِس دنیا سے زیادہ اگلے جہان کی فکر تھی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی فکر تھی۔ انہوں نے رسول کی پیروی کا اعلان کیا تو اسے نبھایا۔ جب انہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہا تو اللہ تعالیٰ کے مددگار بنے۔ پس اس بات کو محفوظ فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے راستے متعین کئے ہیں۔ وہ باتیں بیان فرمائی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے مددگار بنا جا سکتا ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ انصار اللہ کون ہیں؟ آیت (آل عمران: 53) میں آنے والے لفظ حَوَارِی کو سمجھنا چاہئے۔ اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ لفظ بڑا اہم ہے۔ انصار اللہ بننے کا ادراک اس لفظ کو سمجھنے سے بڑھتا ہے۔ اس لفظ کے معنی کو سمجھ کر ہی اللہ تعالیٰ کے مددگار ہونے کا مطلب واضح ہوتا ہے۔ اس لفظ کے معنی واضح ہوں تو تبھی نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کی روح کو سمجھ کر انسان یہ نعرہ بلند کرتا ہے۔ پس حواری کے لفظ کے معنی میں پنہاں گہرائی کو سمجھنے کی ہمیں ضرورت ہے۔

حواری کے کئی مطلب ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے جو کپڑوں کو دھو کر صاف اور اُجلا کر دیتا ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس کو آزمایا جائے تو وہ ہر قسم کی برائیوں اور غلطیوں سے پاک نظر آئے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو اخلاص سے بھرا ہوا اور صاف ہو۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو اپنے مشوروں میں ایماندار اور وفا کو مقدم رکھنے والا ہو۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ سچا اور وفادار دوست اور ساتھی۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نبی کا وفادار اور چنیدہ ساتھی، خاص تعلق رکھنے والا ساتھی۔ اس کا ایک ساتواں مطلب یہ ہے کہ خاص مضبوط اور پکا رشتہ اور تعلق رکھنے والا جو کسی طرح ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

پس جب ایک انسان ان خصوصیات کا حامل ہو تو تبھی وہ حقیقی حواری کہلائے گا اور تبھی وہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس یہ باتیں سامنے رکھ کر ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے میں کس قدر صادق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنے والے حواری کہلائے کیونکہ وہ ان خصوصیات کے حامل تھے یا ان خصوصیات کے حامل بننے کا عہد کرنے والے تھے اور اس کے لئے کوشش کرتے تھے جنہوں نے اپنے دلوں کی میل کو بھی دھویا، تقویٰ پیدا کیا اور دوسروں کے دلوں کی مَیل کو دھونے کا ذریعہ بھی بنے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ایمان میں بڑھنے اور اپنے وعدے اور عہد کو پورا کرنے کی وجہ سے انہیں برائیوں سے پاک رکھا۔ لیکن جب یہ خصوصیات ختم ہو گئیں، ان کو اپنی دنیاوی ترقیات پر ناز ہونے لگا، اپنی نسلوں میں نیکیاں جاری رکھنے میں وہ سستی کرنے لگے، توحید کے بجائے شرک میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو روحانی برکات سے محروم کر دیا۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ سال گزرنے یا جوبلی منانے کا فائدہ تبھی ہے جب ہم ان خصوصیات کو نہ مرنے دیں۔ اپنی روحانی حالتوں کو کبھی نیچے نہ آنے دیں۔ اپنے دین کے علم کو بڑھانے والے ہوں۔ جب ہم اپنی تعلیم کو نہ بھولیں۔ جب ہم یہ اعلان کریں کہ ہم نے نبی سے جو عہد وفا اور قربانی کیا ہے اسے ہر حالت میں نبھاتے رہیں گے اور دنیا کی کوئی لالچ ہمیں ہمارے مقصد سے ہٹا نہیں سکے گی۔ مسیح موسوی کے ماننے والوں کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ جس تعلیم پر عمل کر رہے ہیں وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں رہے گی لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جس تعلیم کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس کو پھر مسیح موعود نے ایک زمانہ گزرنے کے بعد بھی اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ دنیا کو دکھانا تھا یہ تعلیم اب قیامت تک جاری رہنے والی تعلیم ہے۔ پس اگر عیسائی اپنی تعلیم کو بھول گئے اور حواریوں کا تسلسل ختم ہو گیا تو یہی ان کا انجام تھا۔ لیکن مسیح موعود کے ماننے والوں اور آپ کی جماعت نے قیامت تک پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے اس کو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے

والے حواری ہمیشہ ملتے رہیں گے۔ لیکن ہر زمانے کے احمدی جو انصار اللہ تنظیم میں شامل ہیں ان کو بھی یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ اس خوبصورت انجام کا حصہ بننے کی کوشش کر رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروؤں اور مسلمانوں کے لئے مقدر ہے۔ کیا ہم تزکیۂ نفس کر رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے دلوں کی میلوں کو دھو رہے ہیں۔ کیا ہم قرآن کریم کی حکمت کی باتوں کو سیکھ کر خالص ہوتے ہوئے اپنا رہے ہیں، ان پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے وفاؤں کے معیار بلندیوں کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا ہم اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے عہد بیعت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنا رشتہ سب دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ کیا ہم دین کے معاملے میں بھی اور دنیاوی معاملات میں بھی اپنی رائے اور مشورے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایمانداری اور وفا سے دیتے ہیں۔ پس جب ہم ان معیاروں کو سامنے رکھیں گے تو خودبخود ہمارا تمام تر جائزہ ہمارے سامنے آ جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس سال سے اوپر والے افراد جماعت پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے آپ کی تنظیم کا نام انصار اللہ رکھا تا کہ اس عمر میں جب ہر لحاظ سے انسان پختہ ہو چکا ہوتا ہے اپنے تجربے اور صلاحیت سے جماعت کے لئے ایک مفید وجود بن سکے۔ اپنے نمونے قائم کر کے نوجوان نسل کی تربیت کا ذریعہ بن سکے۔ انصار اللہ کے الفاظ یہ احساس دلاتے رہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے مددگار بننا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کے دین کی ترویج کے لئے ہر قربانی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل بھی کرنا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی حکمت اور اہمیت بتا کر عمل کروانے کی نصیحت اور کوشش کرنی ہے۔ دین کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا مددگار بننا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (تذکرہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)۔ اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پہنچائے گا اور پہنچا رہا ہے لیکن اگر آپ اس میں حصہ ڈالنے کی کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ یقیناً یہ بھی خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا تو اس کے نیک نتائج بھی پیدا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق آخرکار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہی غالب آنا ہے۔ لیکن ہم کتنے خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اس غلبے کا حصہ بن جائیں۔ یاد رکھیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلة:22)۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ رکھا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں جہاں اس کام کے لئے مددگاروں کی ضرورت ہو گی وہ اپنے وعدے کے مطابق انصار بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کو مہیا کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ حواریوں والی خصوصیات پیدا کر کے کتنا اس کا حصہ بنتے ہیں۔ آگے بڑھ کر اگر نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کی روح کو سمجھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ عیسائیت کے پھیلنے کے ساتھ دینی اور روحانی زوال ان میں شروع ہوا لیکن احمدیت کے پھیلنے کی خوشخبری جب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر دی کہ تین سو سال پورے نہیں ہوں گے کہ جب احمدیت کی دنیا میں اکثریت ہو گی (ماخوذ از تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)۔ تو اس بات کی بھی تسلی کروائی کہ نظام خلافت کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا رہے گا اور دینی زوال انشاء اللہ تعالیٰ نہیں ہوگا بلکہ دین کی ترقی نظر آئے گی۔ مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی دنیاوی بادشاہتوں کے ساتھ دین سے دور جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ہو گی۔ بادشاہوں کو اپنی بادشاہت کا زُعم نہیں ہوگا بلکہ وہ آپ علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہ آپ کی تعلیم کو اپنانے والے ہوں گے۔ یہ زمانہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا جب بادشاہ مجبور ہوں گے کہ مسیح محمدی کو مانیں۔ گو آج ہم میں سے بہت سے اسے خوش فہمی سمجھیں گے یا ہمارے مخالفین کچھ لوگ ہماری خوش فہمی سمجھتے ہوں یا ایک بڑ سمجھتے ہوں کہ چھوٹی سی جماعت یہ کیا نعرے لگا رہی ہے لیکن جب ہم جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ابتدا پر نظر ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ پس اس کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ کیسے ہوگا۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ہر دن جو بظاہر چھوٹی چھوٹی کامیابیاں دکھاتا ہے وہ ہمیں اس بات پر مضبوط کرتا ہے کہ تمہیں یہ چھوٹی چھوٹی کامیابیاں تمہارے وسائل اور کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتی تھیں جن کو دنیا بظاہر چھوٹی سمجھتی ہے۔ آج یہ چھوٹی کامیابیاں بھی ہمارے لئے ہمارے وسائل کے لحاظ سے ہم دیکھیں تو بہت بڑی نظر آتی ہیں اور ہم ان پر خوش ہوتے ہیں لیکن دنیا یہ سمجھتی ہے کہ چھوٹی کامیابیاں ہیں لیکن یہ جو بھی کامیابیاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا یہ ہماری کسی کوشش کی وجہ سے نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہیں۔ وہ تمام طاقتوں والا ہے۔ وہ جب چاہے گا تو دنیا جن کامیابیوں کو بڑا سمجھتی ہیں ان بڑی کامیابیوں کو بھی ہمارے قدموں میں لا ڈالے گا۔ انشاء اللہ۔

لیکن جو چیز ہمارے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال جو گزرتا ہے وہ اس جائزے کی طرف توجہ دلانے والا ہو کہ ہمارا اصل مقصد دین میں ترقی کرنا ہے اور اسے ہم نے کس حد تک حاصل کیا ہے۔ اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے اور ہم وہیں کھڑے ہیں تو ہم نام کے انصار اللہ ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی قربانیوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی عملی، اخلاقی حالتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی ان کوششوں کو دیکھنا ہے جو دین کو پھیلانے کے لئے ہم کر رہے ہیں۔ مَیں نے ایک خطبہ میں جماعت میں نئے آنے والوں کا ذکر کیا تھا کہ ایک شخص مشرک سے احمدی ہوا بلکہ پورا گاؤں ہی مشرکین کا تھا جو احمدی ہوا تو احمدی ہونے کے بعد توحید اس طرح اس کے دل میں راسخ ہو گئی، اس طرح گڑ گئی کہ وہ کہنے لگا کہ یا تو مجھے خدا پہ یقین نہیں تھا اور یا اب یہ حالت ہے کہ میرے دل میں توحید اس طرح گڑ گئی ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ بتوں کے بغیر میں خدا تک پہنچ نہیں سکتا یا بت ہی سب کچھ میرا کام کرنے والے ہیں لیکن اب میرے دل میں توحید اس طرح گڑ گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف اس طرح توجہ پیدا ہوئی ہے، خدا تعالیٰ کے لئے اس طرح میرا دل خالص ہوا ہے کہ کہنے لگا کہ میں اپنے فارم پر کام کر رہا ہوتا ہوں تو نماز کے وقت میرے دل میں ایک آواز اٹھ کر مجھے توجہ دلاتی ہے کہ کام چھوڑو اور نماز ادا کرو۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو یہ ان لوگوں کی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ ''انصار اللہ'' کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما رہا ہے۔

اب اپنے جائزے لے لیں کہ یہ کیا ہیں۔ ایک ملک کی مجلس کا مَیں جائزہ لے رہا تھا تو صدر صاحب نے بڑے فخر سے یہ بتایا کہ ہمارے ممبر نمازوں میں کمزور تھے صرف دس فیصد باجماعت نماز ادا کرتے تھے ہم نے ایک مہم چلائی تین مہینے تک تو سترہ فیصد ہو گئے۔ میں صحیح طرح سن نہیں سکا تھا۔ ان کے اس انداز سے مَیں سمجھا کہ بڑی خوشی سے بتا رہے ہیں تو شاید ستّر فیصد کہہ رہے ہوں۔ گو کہ یہ بھی انصار اللہ کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی کامیابی نہیں ہے۔ لیکن سترہ فیصد تو انتہائی قابل شرم بات ہے اور وہ بھی ایک مہم چلانے کے بعد۔ اگر اپنے پیدائش کے بنیادی مقصد کو ہی یاد نہیں رکھتے یا نہیں رکھیں گے جس پر اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قرآن شریف میں توجہ دلائی ہے تو انصار اللہ ہونے کا باقی حق کیا ادا کریں گے۔ اگر خود ہی تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل نہیں کریں گے تو دوسروں کی کیا تربیت کریں گے۔ پس اگر 75 سال گزرنے کے بعد اسّی نوّے فیصد باجماعت نمازوں کی حاضری سے ہم پندرہ بیس فیصد نمازوں کی حاضری پر آ گئے ہیں تو یہ ترقی نہیں، تنزّل ہے۔ بڑی قابل فکر بات ہے۔ بڑا فکر کا مقام ہے۔ بہرحال اب جماعت پھیل رہی ہے، اگر ایک جگہ کے افراد سستی دکھائیں گے تو خدا تعالیٰ دوسری جگہ سچے عابد پیدا فرما دے گا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ یہ ایک مثال ہے جو میں نے دی ہے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق وہ فرما بھی رہا ہے۔ آپ کو عبادت کرنے والے بھی عطا فرما رہا ہے اور آپ کو آپ کے پیغام کو آگے پہنچانے والے بھی عطا فرما رہا ہے۔ کیسے اور کس قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ کس طرح ان میں جوش اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔ کس طرح وہ اپنے آپ کو مسیح محمدی کا پیغام پہنچانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نیک فطرت لوگوں کو گھیر گھیر کر ہمارے قریب لاتا ہے اور پھر ان سے تبلیغ کے کام لیتا ہے اس کے ایک دو واقعات آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

آئیوری کوسٹ کے دوست وُلائی محمد (Volai Mohammad) صاحب ملازمت کے سلسلے میں وہاں کے ایک شہر میں آئے۔ مسلمان تھے۔ اتفاقاً انہوں نے ایک جمعہ احمدیہ مسجد میں پڑھا اور پہلی مرتبہ جماعت کے بارے میں تعارف حاصل کیا۔ پھر اس شہر میں اپنے قیام کے دوران موصوف باقاعدگی سے مشن آتے رہے اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے رہے۔ چندہ بھی ادا کیا مگر باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی۔ پھر ان کا نوکری کا contract ختم ہوا تو ابی جان جو وہاں کا کیپیٹل ہے وہاں واپس چلے گئے مگر انہوں نے جماعت سے مسلسل رابطہ رکھا۔ انہوں نے جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ 2014ء کے انتظامات میں بھی حصہ لیا لیکن پھر بھی بیعت نہیں کی۔ 2015ء میں ایک کنٹریکٹ کے سلسلہ میں موصوف فرانس آ گئے یا ان کو اللہ تعالیٰ نے فرانس آنے کا موقع دیا۔ انہوں نے وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے فرانس مشن ہاؤس کا ایڈریس بھی لے لیا۔ وہاں مشن اور افراد جماعت سے رابطہ رکھا۔ فرانس میں قیام کے دوران ان کو جرمنی کے جلسہ کے انعقاد کا پتا چلا تو تین دن کی چھٹی لے کر جرمنی چلے گئے۔ جلسے میں شریک ہوئے۔ جلسے کے تین دن جو وہاں رہے تو اس کے بعد کہنے لگے کہ جو روحانی ماحول اور بھائی چارہ میں نے دیکھا ہے اور اسے محسوس کیا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔

پھر انہوں نے میری تقاریر کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ کہتے ہیں مَیں اپنی زندگی میں ایک روحانی تبدیلی محسوس کر رہا ہوں اور جلسہ میں شامل ہو کر وہاں انہوں نے بیعت کر لی۔ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خواہش کے مطابق آئیوری کوسٹ میں احمدیت کی ترقی کے لئے کام کروں گا اور ہر ممکن طریق سے اس پیغام کو پہنچاؤں گا۔ تو یہ وہ روح ہے جو انصار اللہ کی روح ہے۔

پھر گیمبیا کے ایک صاحب جن کی 72 سال کی عمر ہے۔ انصار اللہ کے بھی آخری حصہ میں۔ کہتے ہیں اس سال انہوں نے جماعت کے ریڈیو پر نشر ہونے والا پروگرام سن کر جماعت کے بارے میں تحقیق کی اور احمدیت قبول کر لی۔ بیعت کرنے کے بعد یہ بڑے پُرجوش داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور بڑھاپے کی عمر کے باوجود دعوت الی اللہ کے لئے اٹھارہ سے بیس کلومیٹر روز پیدل چلتے ہیں اور بڑے زور شور سے تبلیغ کرتے ہیں۔ ویسے تو اَن پڑھ ہیں لیکن جماعتی لیفلیٹس لیتے ہیں، پہلے خود سنتے ہیں، پھر اس کو ذہن میں مستحضر رکھتے ہیں اور اس کے بعد پھر تقسیم بھی کرتے ہیں۔ مسلمان لوگوں کو خاص طور پر مسیح موعود علیہ السلام کی آمد والے اور ختم نبوت والے پمفلٹ کو پڑھنے پر زور دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری رہنمائی کرے۔ جب سے وہ احمدی ہوئے ہیں اس عرصے کے دوران پمفلٹ تو انہوں نے تقریباً اڑھائی ہزار تقسیم کئے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے شوق اور دعا اور مسلسل محنت سے اب تک صرف یہ شخص سات سو سے اوپر افراد کو اپنی تبلیغ سے احمدیت میں شامل کروا چکا ہے۔

پھر ایک صاحب شیخ جاوید صاحب ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال ہی بیعت کی تھی۔ قرآن کریم کے تاجر تھے۔ مسلمان تھے۔ گیمبیا میں انہیں چھ مہینے کی ٹریننگ دی گئی اور پارٹ ٹائم معلم کے طور پر رکھ لیا گیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت اور نورانی وجود ہے جو اُن سے کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی عبادت اور کام کو اَور بڑھائیں۔ اپنی عبادت اور کام کو اَور بڑھائیں۔ چنانچہ وہ بڑے پرجوش انداز سے تبلیغ کرنے لگ گئے ہیں۔ تبلیغ کی خاطر کئی کلومیٹر اور کئی کئی گھنٹے پیدل سفر کرتے ہیں۔ نئی نئی جماعتیں ان کے ذریعہ سے بن رہی ہیں اور انہوں نے بھی تقریباً دو سو سے اوپر افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچا کر انہیں جماعت میں شامل کیا اور اب جو شامل ہونے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں بھی شامل کیا جا رہا ہے اور اسی ذریعہ سے وہ باقاعدہ رابطے میں رہتے ہیں۔

پس یہ لوگ ہیں جو بعد میں آ رہے ہیں لیکن اپنے وقت کے ضائع ہونے کو محسوس کرتے ہوئے اپنی عبادتوں میں بھی اور تبلیغی کاموں میں بھی طاق ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں اضافہ فرماتا چلا جائے اور ہم میں سے جو کمزور ہیں، جن کے گھروں میں احمدیت کئی دہائیوں سے آئی ہوئی ہے بلکہ باپ دادا سے آئی ہوئی ہے وہ اپنے آپ کو اس مقام پر لانے کی کوشش کریں جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

میں نے نماز باجماعت کی ابھی بات کی تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے کیا معیار مقرر فرماتے ہیں۔ نماز باجماعت تو فرض ہے۔ ایک صحت مند مرد کے لئے اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ آپ ایک جگہ اپنی جماعت کے افراد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

ہر شخص تہجد کے لئے اٹھنے کی کوشش کرے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 208)۔ اور اب آپ انصار کی عمر تو ایسی ہے جن کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور توجہ کرنی چاہئے۔ کجا یہ کہ اس بات پر خوش ہو جائیں کہ ہمارے پندرہ فیصد ممبر نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ اگر صرف عاملہ ممبران ہی مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک نماز باجماعت کی طرف توجہ کریں تو پینتیس سے پچاس فیصد حاضری تو انہیں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر انصار اس سلسلہ میں اپنے نمونے دکھائیں تو خدّام تو پھر خود بخود ان کے نمونے دیکھ کر عمل کرنے شروع کر دیں گے۔ جب خود عمل نہیں کر رہے تو دوسروں کو کیا نصیحت ہوگی۔

آپ علیہ السلام نے ایک جگہ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 351-352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے قرآن (مجید) میں فرمایا ہے کہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (آل عمران:56)“ (یعنی اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا دست رکھوں گا یا بالا دست کروں گا۔ ان کو فوقیت دوں گا۔ وہ ترقی کرنے والے ہوں گے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ”یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے“۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی انہیں الفاظ میں بشارت دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے، فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 103-104۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پس آج انصار اللہ کی تنظیم کو 75 سال پورے ہونے کا اگر ہم صحیح فیض اٹھانا چاہتے ہیں یا اس لئے منا رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بنیں تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی باتوں کو سن کر اس پر عمل کریں۔ اپنے دلوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنائیں۔ کامیابی اسی میں ہے کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کریں اور ان کامیابیوں کا حصہ بنیں جن کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی ہے۔

آج امریکہ میں بھی انصار اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا اور شاید کسی اَور ملک میں بھی ہو رہا ہو۔ ہر جگہ انصار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ مختلف ممالک کے نمائندگان یہاں آئے ہوئے ہیں وہ بھی اس بات کو نوٹ کریں اور اپنے انصار کو جا کر بتائیں اور ان کے جو انصار سن رہے ہوں گے ان کو بھی بتائیں اور میرا خیال ہے دنیا میں ہر جگہ تو سن ہی رہے ہوں گے۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ کریں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جہاں اپنے پر لاگو کریں وہاں اگلی نسلوں کی فکر کرتے ہوئے انہیں بھی اسی انعام سے وابستہ رکھیں جو انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں دیا ہے اور پھر نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ پیدائشی احمدی اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے نئے آنے والوں سے نیکیوں میں آگے نکلنا ہے اور نئے آنے والے اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے پرانے احمدیوں کو نیکیوں میں پیچھے چھوڑ دینا ہے۔ امریکہ کے انصار اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے حقیقی انصار اللہ بنتے ہوئے برطانیہ کے انصار اللہ کو پیچھے چھوڑنا ہے اور برطانیہ کے انصار اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے دنیا میں رہنے والے ہر ناصر کو، ہر شخص کو پیچھے چھوڑنا ہے اور نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ اور اسی طرح جرمنی، کینیڈا، انڈونیشیا، غانا، نائیجیریا، پاکستان، ہندوستان، آئیوری کوسٹ اور دوسرے ممالک کے انصار یہ کوشش کرنے والے ہوں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنا ہے۔ عبادتوں میں بڑھنا ہے۔ نیکیوں میں بڑھنا ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت میں بڑھنا ہے۔ اور جب یہ روح پیدا ہوگی تب ہی آپ ڈائمنڈ جوبلی منانے کا حق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ 75 سال آئندہ روحانی اور عملی ترقیات کے لئے نیا سنگ میل ثابت ہوں اور انصار اللہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے مددگار ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

بقیہ: جلسہ سالانہ یوکے 2015ء میں کونگو کنشاسا سے شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات

از صفحہ نمبر 13

کئے گئے محبت و پیار کے عملی نمونے کا سن کر بہت خوش ہیں۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں غیبت کو بڑا گناہ قرار دیا تھا۔ مجھے یہ خطاب سن کر سمجھ آگئی ہے کہ غیبت کرنا، کسی پر الزام لگانا اور اتہام باندھنا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑے گناہ ہیں جن کی سزا بھی سخت ہے اور نتائج بھی بھیانک ہیں۔ اس موضوع پر حضور انور کا خطاب بہت عمدہ اور اصلاح کرنے والا تھا۔ عدالتی نظام میں ہم لوگ اسے معمولی گردانتے ہیں اور اس کی سزا بھی معمولی ہے۔ حضور کا خطاب سن کر سمجھ آیا کہ الزام تراشی کرنے والا، غیبت کرنے والا، اتہام باندھنے والا خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکات سے دُور ہوتا جاتا ہے۔ یقیناً ہم سب کو، قانون کی نظر میں چھوٹے لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں بڑے سمجھے جانے والے گناہ، غیبت سے توبہ کر لینی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا تھا کہ ہر ایک کو تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ گناہوں سے دور ہونے اور نیکیوں کو حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے۔ حضور انور کی تقاریر ایسی تھیں جن کو واقعی غور و فکر اور پوری توجہ سے سننا چاہئے۔

حضور کا خطاب سننے کے بعد مجھے سمجھ آیا کہ کیوں دنیا کے بڑے بڑے عہدیدار جو کل تک بڑے جابر اور مضبوط تھے آج بہت کمزور ہیں۔ کیونکہ ہر دن وہ گناہوں سے قریب ہوتے گئے اور تقویٰ کو کم کرتے گئے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکات ان سے دور ہوتی گئیں۔ ان لوگوں کی حالت ہمیشہ مجھے پریشان کرتی تھی اور یہ فکر رہتی کہ کیا ہمارا انجام بھی ایسا ہی ہونے والا ہے۔ لیکن حضور انور کا خطاب سن کر مجھے پر حقیقت بہت واضح ہوگئی ہے اور سمجھ آگئی ہے اور اب میں ہمیشہ صدق پر قائم رہنے اور خدا تعالیٰ کی رضا پر چلنے کی کوشش کروں گا۔“

خطبہ جمعہ میں ذکر

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے بعد اگلے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28 اگست 2015ء میں مہمانوں کے تأثرات بیان کرتے ہوئے کونگو کے مہمان کے متعلق فرمایا:

”کونگو کنساشا سے جسٹس ’نول کی لومبا (Noel Kilomba Ngozi Mala) صاحب آئے ہوئے تھے جو کانسٹی ٹیوشنل کورٹ کے جج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بحیثیت جج خدا تعالیٰ نے مجھے اتنی فراست دی ہے کہ دیکھ سکوں کہ کہاں حقیقت کو چھپایا جا رہا ہے اور کہاں اظہارِ حق کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جس اسلام کا مجھے تعارف کروایا گیا تھا اس کا عملی نمونہ مَیں نے جلسے میں شامل ہو کر دیکھ لیا ہے۔ میرے دل میں اگر کوئی شک تھا تو اب دُور ہو گیا ہے۔ دراصل حقیقی اسلام یہی ہے جو جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔ اسلام کے اسی پیغام کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا مستقبل اسی پیغام سے وابستہ ہے۔ اسی اسلام کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں دہشت گردوں کا اسلام نہیں چاہئے۔“

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید فطرت روحوں کو اسلام احمدیت کی حقّانیت کو پہچان کر اسے قبول کرنے کی توفیق بخشے اور اس ملک میں کثرت سے لوگ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی برکات سے فیضیاب ہو کر امن و عافیت کے حصار میں آجائیں۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

بقیہ: اسلامی نماز

از صفحہ 4

اس نماز میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے جو پہلے گزر چکے ہیں یا اس وقت موجود ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں ان سب پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد وہ دُرود پڑھتا ہے جو مختلف الفاظ میں آتا ہے مگر مختصر درود یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ (بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی۔ و مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ محمدؐ پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کر اور اسی طرح تمام ان لوگوں پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح تُو نے ابراہیم پر اور ابراہیم سے تعلق رکھنے والوں پر فضل اور رحمت نازل کی تھی۔ اور اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی برکتیں نازل کر اور ان پر بھی جو آپؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس طرح تو نے ابراہیم پر اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر برکتیں نازل کی تھیں۔

اس کے بعد وہ بعض دعائیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں پڑھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْ ذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْ ذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الاستعاذہ) یعنی اے میرے ربّ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مجھے کوئی گھبرا دینے والی مصیبت پہنچے یا مجھے غم فکر دبا لیں۔ اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں وہ سامان کھو بیٹھوں جن سے میری زندگی کے کام چلتے ہیں یا وہ طاقتیں میری جاتی رہیں جن کی مجھے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ضرورت ہے اور اس سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس ترقی میں مدد دینے والے سامان تو موجود ہوں یا ترقی میں مدد دینے والی طاقتیں تو مجھے حاصل ہوں مگر اُن کے استعمال سے مَیں گریز کروں اور سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاؤں۔ اور اے میرے ربّ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل کی اخلاقی امراض سے۔ اور اے میرے ربّ! اس بارہ میں بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے قرض دبا لے اور مَیں لوگوں کی نظروں میں قرض نہ ادا کرنے کی وجہ سے ذلیل ہو جاؤں۔ اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ ایسے انسان مجھ پر مسلّط ہو جائیں جو میرے حقوق کو تلف کریں اور مجھے ان ترقیات کے حصول سے روک دیں جو ہر انسان کے لئے تو نے اپنے فضل سے مقدّر کر چھوڑی ہیں۔

یہ اَور اسی قسم کی اور دعائیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ سے ثابت ہیں ان دعاؤں کو اس موقع پر مسلمان پڑھتا ہے یا جو اَور دعائیں اپنی ضرورت کے مطابق مناسب سمجھتا ہے مانگتا ہے۔ پھر وہ پہلے دائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتا ہے۔ اور اس کے بعد بائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتا ہے اور اس کی نماز ختم ہو جاتی ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ نماز دو رکعت کی ہو۔ اگر دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو بجائے اِدھر اُدھر منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کے مسلمان اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر پھر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور تین رکعت کی نماز ہو تو ایک رکعت اَور پڑھ کر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرتا ہے۔ اور اگر چار رکعت کی نماز ہو تو دو رکعت اور پڑھ کر پھر تشہد میں بیٹھ کر اور اوپر کی دعائیں اور کلمات پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے۔ جب دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو پہلے تشہد کے بعد ایک یا دو رکعت جو وہ پڑھتا ہے ان میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے قرآن کریم کی زائد آیات نہیں پڑھتا۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد اوّل۔ زیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت 4)

(باقی آئندہ)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس پیش کی جاتی ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کوششوں کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔ آمین

بیلجیم

چرچ آف سائنٹولوجی میں جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک پروگرام

❁......مکرم اسد مجیب صاحب مربی سلسلہ بیلجیم اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چرچ آف سائنٹولوجی کی طرف سے بمقام برسلز جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک پروگرام 3 ستمبر 2015ء کو منعقد کیا گیا۔ اِس چرچ نے جماعت احمدیہ کو خود دعوت دی تا کہ افرادِ جماعت آکر حقیقی اسلام کا تعارف کروائیں۔

اس پروگرام کی تیاری کے سلسلہ میں افراد جماعت نے جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل standing banners رکھے اور ایک بُک سٹال لگایا۔

پروگرام میں سب سے پہلے لجنہ اماء اللہ بیلجیم نے ایک presentation پیش کی جس میں انہوں نے اسلام میں عورت کے مقام پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی خواتین دنیا کی فلاح و بہبود اور Integration کے سلسلہ میں کیا کام کر رہی ہیں۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل فرنچ زبان میں ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ بعد ازاں مکرم اسد مجیب صاحب مربی سلسلہ نے جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تقریر کی اور تصاویر کے ساتھ حاضرین کو جماعت کی کاوشوں سے آگاہ کیا اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

مراکش سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان صحافی اور مصنف نے اس بات کا اظہار کیا کہ جس اسلام کا پرچار جماعت احمدیہ کر رہی ہے اسی اسلام کو سکولوں میں بھی پڑھانا چاہئے۔

ایک کٹر عیسائی اور کیتھولک چرچ کے نمائندہ نے بھی جماعت احمدیہ کی مساعی کی تعریف کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ کو زیادہ میڈیا میں آنا چاہئے۔

پروگرام کے آخر پر مہمانوں کو دو کتب World Crisis and the Pathway to Peace اور Life of Muhammad (saw) تحفۃً دی گئیں۔

اس پروگرام میں 25 غیر از جماعت احباب و خواتین شامل ہوئے۔ 25 لجنہ اور 15 خدام نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔

میڈیا کوریج کے سلسلہ میں Eurotimes Belgium کے نمائندگان موجود تھے۔ پروگرام کے اختتام پر مکرم اسد مجیب صاحب مربی سلسلہ کا پروگرام کے حوالہ سے انٹرویو لیا گیا۔

مالٹا

ساتویں پیس سمپوزیم کا کامیاب انعقاد
صدر مملکت مالٹا کی خصوصی شرکت و خطاب

❁......مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا کی طرف سے ساتویں پیس سمپوزیم کے انعقاد کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ یہ پروگرام مؤرخہ 24/اپریل بروز جمعۃ المبارک منعقد کیا گیا۔ پیس سمپوزیم کا مرکزی عنوان "Religion, Freedom and Peace" رکھا گیا اور امسال پہلی مرتبہ صدر مملکت مالٹا Her Excellency Marie-Louise Coleiro Preca صاحبہ کی شرکت کے باعث یہ پروگرام تاریخی اہمیت کا حامل رہا۔

اس موقع پر گزشتہ دنوں افریقی تارکین وطن کی سمندر میں بڑی تعداد میں ہلاکتوں پر ایک تعزیتی پیغام بھی پیش کیا گیا۔

صدر مملکت مالٹا Her Excellency Marie-Louise Coleiro Preca پیس سمپوزیم مالٹا میں تقریر کرتے ہوئے

بعد ازاں پہلی تقریر صدر مملکت مالٹا نے کی۔ آپ نے کہا کہ آج کے امن سمپوزیم کا عنوان تین نہایت اہم اور مضبوط الفاظ پر مشتمل ہے جو کہ دورِ حاضر کے تقاضوں سے نہایت مطابقت رکھتے ہیں یعنی Religion, Freedom and Peace۔ آپ نے دنیا کے موجودہ حالات اور خاص طور پر مہاجرین کے مسائل اور ہجرت کی وجوہات پر تفصیل کے ساتھ بات کی اور بتایا کہ جو لوگ امن اور بہتر مستقبل کی تلاش کے لئے ہجرت کرتے ہیں دنیا کو ان کے مسائل کے حل کی کوشش کرنی چاہئے اور انہیں بھی مذہبی آزادی اور امن کے ماحول میں رہنے کا حق ملنا چاہئے۔

دوسری تقریر ہندوازم کے نمائندہ مائیکل موہن بھروانی صاحب نے کی۔ انہوں نے جماعت کی طرف سے اس سمپوزیم کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہندوازم دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے اور ایک بلین سے زائد لوگ اس مذہب کے ماننے والے ہیں۔

تیسری تقریر عیسائیت کی نمائندگی میں Rev. Joseph Ellul صاحب نے کی۔ انہوں نے کہا کہ مذہب ہر دور کے انسان کے لئے ایک اہم Force ثابت ہوا ہے۔ ہر مذہب امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اسلام کی نمائندگی مکرم امام ابراہیم احمد نونن صاحب آف آئرلینڈ نے کی۔ آپ نے امن کے حوالہ سے تفصیل کے ساتھ اسلامی تعلیمات پیش کیں۔ آپ نے بتایا کہ گزشتہ سالوں میں تشدّد کے واقعات کی وجہ سے دین اسلام کے خلاف دنیا میں آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور اسلام کو تشدّد کا مذہب قرار دیا جا رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا اِن واقعات سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اسلام امن و سلامتی، بھائی چارہ، احترام، برداشت اور درگزر کا درس دیتا ہے۔ قرآن کریم نے انسانی جان کی حُرمت بیان کی ہے اور ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ قرآن کریم مسلمانوں کو صرف دفاعی جنگوں کی اجازت دیتا ہے۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیام امن سے متعلق کوششوں اور خطابات کے سلسلہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ ہمارے امام گزشتہ دس سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک کی پارلیمنٹ اور اہم اداروں میں اپنے خطابات کے ذریعے دنیا کو امن کا پیغام دے رہے ہیں اور قیام امن کے ذرائع سے آگاہ کر رہے ہیں اور دنیا کو بتا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر حقیقی ایمان اور خدمت انسانیت ہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ آپ نے دنیا کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو مخاطب کر کے امن کی راہ کی طرف بلایا ہے۔ آپ یقیناً امن کے علمبردار ہیں۔

تقاریر کے بعد حاضرین نے مقررین سے سوالات کئے۔ ایک نامور وکیل اور میڈیا پرسن Dr Ramona Frendo نے moderator کے فرائض سرانجام دیئے۔

مہمانوں کے تأثرات

☆...... یونیورسٹی کی ایک پروفیسر نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ پروگرام بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لئے بہت ہی قابلِ ستائش کوشش ہے۔ اور مقررین کا انتخاب بھی نہایت عمدہ تھا۔ اور پروگرام کا انتظام بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔

☆......امریکہ کے سفارت خانہ کے نمائندہ نے لکھا کہ اس پروگرام کے انعقاد اور قیام امن کے لئے آواز بلند کرنے پر آپ کا بہت شکریہ۔

☆......ایک مہمان نے لکھا کہ مقررین نے ہمارے دلوں میں امن کے قیام کی خواہش کو جلا بخشی اور تازہ کیا ہے۔

☆......ایک مہمان نے لکھا کہ امن سمپوزیم کا پروگرام بہت دلچسپ تھا۔ اب حکومتی اداروں، مختلف تنظیموں اور جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم سب ایک بڑا انسانی خاندان بن جائیں۔

☆......ایک مہمان نے لکھا کہ مَیں پیس سمپوزیم کے انعقاد کو بہت سراہتا ہوں تاہم دنیا میں قیامِ امن کی کوششوں کے باوجود مذاہب میں تفریق بڑھ رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب تک ایک تعلیم پر اتفاق نہ کر لیا جائے جو تمام مذاہب کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو قیامِ امن مشکل نظر آتا ہے۔ اور وہ تعلیم والدین کی محبت کی طرح واضح طور پر خدا کی ہستی کو بیان کرنے والی ہو۔

Gozo میں پہلے یوم پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد
عیسائیت کے سینٹر میں سیرت النبیؐ کا تذکرہ

❁......مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا کی طرف سے مالٹا کے دوسرے جزیرہ Gozo میں حالیہ تاریخ کے مطابق پہلی بار یوم پیشوایانِ مذاہب کانفرنس کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس پروگرام کا انعقاد 25 اپریل 2015ء کو ہوا۔ گوزو (Gozo) کی عوام کے لئے بالعموم اور عیسائی پادریوں کے لئے بالخصوص یہ لمحہ عجیب اور انتہائی دلچسپی کا باعث تھا کہ اس جزیرہ پر حالیہ تاریخ میں کسی بین المذاہب پروگرام کا انعقاد ہو رہا ہے۔

اس پروگرام سے چند دن قبل صدر مملکت مالٹا کی طرف سے جاری Interfaith Fora کے تحت ایک میٹنگ کے دوران اس Fora کے چیئرمین کہنے لگے کہ کافی عرصہ سے گوزو میں بھی صدر مملکت کا دفتر ایک بین المذاہب میٹنگ کے انعقاد سے متعلق غور کر رہا تھا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ مالٹا گوزو میں بین المذاہب سیمینار منعقد کر رہی ہے تو وہ بہت حیران ہوئے کہ جو کام صدر مملکت کا آفس سوچ رہا ہے جماعت احمدیہ اسے عملی جامہ پہنا رہی ہے۔

کانفرنس کا انعقاد رومن کیتھولک چرچ سے ملحقہ ہال میں کیا گیا۔ ہال کو مختلف عناوین پر مشتمل بینرز سے سجایا گیا تھا۔ اِس عمارت میں اسلام کی خوبصورت تعلیم اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ ہمارے لئے باعث صد افتخار اور تشکر تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس کانفرنس کا مرکزی عنوان How did Jesus & Muhammad (peace be on them) bring Peace to the World? تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت و سوانح اور ان کی تعلیمات سے متعلق چرچ کی نمائندگی میں Dr. Alfred Gredch صاحب نے تقریر کی۔ اسلام احمدیت کی نمائندگی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر مکرم امام ابراہیم احمد نونن صاحب نے تقریر کی اور تقریر کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

مہمانوں کے تأثرات

☆......اس پروگرام میں گوزو کے بشپ مکرم Mario Grech صاحب نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ پروگرام کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے اس پروگرام میں شامل ہو کر نہایت خوشی ہوئی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ کو جاری رکھیں۔ اور یہ پروگرام آئندہ کئی پروگراموں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

☆......ایک عیسائی خاتون نے کہا: مَیں اس پروگرام میں شامل ہو کر بہت متأثر ہوئی ہوں اور جماعت احمدیہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ آج سے مَیں اسلام کی سفیر ہوں اور اپنے حلقۂ احباب میں اسلام کی یہ خوبصورت تصویر ضرور پیش کیا کروں گی۔ آپ نے مزید کہا کہ میری پڑوسی ایک عیسائی خاتون ہیں۔ مَیں نے اس سے وعدہ لیا ہے کہ جب بھی قرآن کا انگریزی ترجمہ میسر آئے تو وہ ضرور پڑھے گی۔

☆...... ایک عیسائی مہمان نے کہا کہ جب مَیں اس ہال میں آیا تو مختلف بینرز پر قرآنی تعلیمات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کا مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری سے متعلق تعلیمات دیکھ کر بہت زیادہ حیران ہوا اور میرے لئے یہ تجربہ نہایت خوش کن اور حوصلہ افزا ہے۔ میں جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ آئندہ بھی ایسے پروگرام ترتیب دیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صبر کی سائنسی اور طبّی حکمتیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 جون 2011ء میں محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے صبر کی سائنسی اور طبّی حکمتوں کے حوالہ سے ایک مضمون قلمبند کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔ (لقمٰن: 18)

دنیا میں انسان کو مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک عام قسم کا صدمہ جس سے زندگی میں تقریباً ہر شخص کو دوچار ہونا پڑتا ہے، وہ اپنے کسی پیارے کی موت کا صدمہ ہے۔ مختلف طبائع اس صدمہ سے دوچار ہونے کے وقت مختلف قسم کا ردّعمل دکھاتے ہیں۔ کچھ کا صدمہ شدید ردِّعمل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کچھ اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں۔ جب حضرت اُمّ حبیبہؓ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ نے تیسرے دن خوشبو منگوا کر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس خوشبو کی ضرورت نہیں تھی اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ شوہر کے علاوہ کسی کا سوگ تین روز سے زائد منائے۔

اسی طرح حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے آپؐ کو اطلاع بھجوائی کہ ان کا ایک بیٹا قریب المرگ ہے۔ اس لئے آپ تشریف لائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام بھجوایا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو لے لیا اُسی کا تھا اور جو دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ ہر چیز اس کی بارگاہ میں وقتِ مقررہ پر ہوتی ہے۔ اس لئے صبر کریں اور اللہ سے اجر کی توقع رکھیں۔ حضرت زینبؓ نے پھر پیغام بھجوایا تو آپؐ تشریف لے آئے۔ بچے پر جانکنی کا عالم تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس پر حضرت سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدمہ میں افسوس کے اظہار کی کچھ حدود بھی متعین فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو منہ پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی چیخ و پکار کرے۔

ان ارشادات کی دینی، نفسیاتی اور معاشی حکمتیں تو واضح ہیں۔ لیکن سائنس کی موجودہ تحقیق کے نتیجہ میں معلوم ہوا ہے کہ دباؤ (Stress) کی حالت میں جسم میں مختلف قسم کے غدود معمول سے زیادہ مقدار میں ہارمون پیدا کرنے لگتے ہیں۔ پھر بعض غدود ان ہارمونز کو متوازن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر صدماتی کیفیت شدید ہوجائے یا اس کا دورانیہ طویل ہوجائے تو جسم میں دونوں اقسام کے ہارمونز کی اضافی مقدار بہت سی بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ بعض تشویشناک بیماریوں کے علاوہ الرجی، دمہ، ایگزیما اور Urticaria کی علامات پیدا ہوسکتی ہیں، مائیگرین بھی جنم لے سکتی ہے۔ بلڈ پریشر میں زیادتی یا کمی ہوسکتی ہے۔ اسہال یا قبض کی تکلیف بھی ہوسکتی ہے۔ نیز کئی نفسیاتی امراض (بشمول اضطراب، ڈپریشن یا بےخوابی) جنم لے سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ دل کے امراض بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح انسان کی بھوک ختم ہوسکتی ہے یا زیادہ کھانے کی عادت پیدا ہوسکتی ہے اور بعض اشخاص میں یہ کیفیت ذیابیطس شروع کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اگر بچوں یا نوجوانوں میں یہ کیفیت طویل ہوجائے تو نشوونما پر منفی اثر پڑسکتا ہے اور ہڈیاں کمزور ہوسکتی ہیں۔

ان اثرات کا ایک عجیب پہلو یہ ہے کہ ان ہارمونز کی زیادتی کے باعث جراثیم کے خلاف جسم کی قوت مدافعت کمزور ہوجاتی ہے۔ چنانچہ معدہ میں جراثیم کی ایک قسم زیادہ نشوونما پاکر السر پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح تپدق کے خلاف قوتِ مدافعت کمزور ہوجاتی ہے اور فلو میں مبتلا ہونے کے امکانات زیادہ ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ مصیبت کے وقت صبر کرنے کی ہدایت میں صرف مذہبی یا اخلاقی حکمتیں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر رحم کرکے یہ تعلیم دی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو جسمانی مصیبتوں میں مبتلا نہ کرلیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کے آداب میں یہ راہنمائی بھی فرمائی ہے کہ ’’صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے‘‘۔ حضرت مسیح موعودؑ ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’منجملہ انسان کے طبعی امور کے ایک صبر ہے جو اس کو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے جو اس پر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں اور انسان بہت سے سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ خدا کی پاک کتاب کے رو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہے جو تھک جانے کے بعد ضرورتاً ظاہر ہوجاتی ہے۔ یعنی انسان کی طبعی حالتوں میں سے بھی ایک حالت ہے کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے روتا چیختا سر پیٹتا ہے۔ آخر بہت سا بخار نکال کر جوش تھم جاتا ہے اور انتہا تک پہنچ کر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں ان کو خُلق سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس کے متعلق خُلق یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے تو اس چیز کو خداتعالیٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے۔‘‘

ماہرینِ نفسیات میں ایک طبقہ کا مؤقف تھا کہ بعض صدمات میں نفسیاتی علاج کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ دوسرے طبقہ کا کہنا تھا کہ انسان رفتہ رفتہ شدید ترین صدمات کو بھی خود ہی فراموش کردیتا ہے۔ چنانچہ بہت سے بڑے حادثات کے مواقع پر ماہرین نفسیات نے ایک منظّم انداز میں مرنے والوں کے لواحقین کے ساتھ نشست کرکے ان کو اس سانحہ سے نبردآزما ہونے کے لئے تیار کیا۔ لیکن بعد میں اعداد و شمار نے یہ ظاہر کیا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ بعض لوگوں میں ان نشستوں کے نتیجہ میں غیرمحفوظ ہونے کا احساس پیدا ہوگیا۔ چنانچہ 2004ء کی سونامی کے بعد عالمی ادارۂ صحت نے اس قسم کی نشستوں کے خلاف وارننگ دی۔ اب سائنسدانوں کا یہی رجحان ہورہا ہے کہ انسان کے اندر موجود صلاحیتوں کو ہی اجاگر ہونے کا موقع دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اکثر لوگ سانحوں کے ایک عرصہ کے بعد سنبھل ہی جاتے ہیں لیکن اصل صبر تو وہی ہے جو کہ انسان صدمہ کی ابتدا میں دکھاتا ہے۔

تلاش رشتہ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ’’انصارالدین‘‘ جنوری فروری 2011ء میں محترم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب نے رشتہ کی تلاش کے حوالہ سے ایک مختصر مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

خوابوں کی حقیقت سے متعلق ماہرینِ نفسیات کی تحقیق جاری رہتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی خوابوں ذکر ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض خواب یقیناً بہت اہم ہوتے ہیں اور ان میں انسانی زندگی پر اثرانداز ہونے والے ضروری امور کے متعلق رہنمائی بھی ملتی ہے۔ تاہم اس حوالہ سے بعض دلچسپ واقعات بھی جنم لیتے ہیں۔

ربوہ میں ایک خاتون میری ایک عزیزہ کے ہاں تشریف لائیں۔ سواری سے اترتے ہی کہنے لگیں کہ ہاں بالکل یہی نقشہ ہے اس طرح کا مکان تھا۔ گھر کے اندر داخل ہوکر بھی یہی کہتی رہیں کہ ہوبہو یہ سارا نقشہ اور نظارہ وہی ہے۔ ایک بچی کو دیکھ کر پھر اُن کی یادداشت تازہ ہوگئی اور کہنے لگیں کہ بچی کی شکل اور کپڑے بھی بعینہٖ ایسے ہی تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ محترمہ اپنے بیٹے کا رشتہ ڈھونڈ رہی ہیں اور انہیں کوئی خواب آئی ہے اور یہاں آکر انہیں ہر بات اپنی خواب کے مطابق معلوم ہورہی ہے۔ چنانچہ وہ محترمہ گھر والوں سے فوری رضامندی کی طالب ہوئیں۔ مگر گھر والوں کی طرف سے جواب ملا کہ ہمیں بھی دعا اور سوچنے کا موقع دیں، ہم فوری طور پر تو اِس اہم بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ محترمہ کی ضرورت فوری تھی یا اپنی خواب پر یقین کی وجہ سے انہیں گھر والوں کا جواب بالکل پسند نہ آیا۔ بلکہ وہ کسی قدر یہ تأثر دینے کی بھی کوشش کرتی رہیں کہ جب خداتعالیٰ کی طرف سے اس طرح رہنمائی مل چکی ہے تو پھر سوچنے اور دیر کرنے کا کیا مطلب ہے۔ پھر وہ کسی قدر ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں وہاں سے نکل کر سیدھی حضرت بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ (حضور انور ایدہ اللہ کی والدہ محترمہ) کے پاس پہنچ گئیں اور انہیں اپنی خواب اور پھر اس خواب کے مطابق ایک جگہ جانے اور خواب میں دکھائی گئی بچی تک پہنچ جانے کا ذکر کرکے اصرار کرنے لگیں کہ مہربانی کرکے اُن کو کہیں کہ وہ فوراً یہ رشتہ منظور کرلیں بلکہ رشتہ ہی کردیں۔ حضرت سیّدہ نے انہیں بہت ہی دلچسپ اور معنی خیز جواب دیا۔ وہ فرمانے لگیں کہ بی بی! تم خواب دیکھ کر رشتہ پکّا کررہی ہو، کل کوئی اَور خواب دیکھ کر طلاق دلوادوگی!۔

بہرحال سوچ و بچار کے بعد فریقین نے اس تجویز پر زیادہ زور نہیں دیا اور بات وہاں پر ہی ختم ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ بعض لوگ میرے پاس آکر کہتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ خواب میں آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میاں طاہر کے پاس جاکر اس سے اتنی رقم یا یہ چیز لے لیں۔ حضورؒ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں ایسے لوگوں کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ اگر حضرت مصلح موعودؓ میرے ذریعہ اُس کی مدد کرنا چاہتے تو میری خواب میں آکر مجھے یہ ہدایت دیتے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ایک بار کسی نے لکھا کہ مجھے خواب میں ایک رشتہ کی طرف راہنمائی ہوئی ہے مگر کوشش کے باوجود وہ لوگ میری تجویز مان نہیں رہے۔ حضورؓ نے ان کو جواب دیا: ’’اور اگر وہ رشتہ دینا منظور نہیں کرتے تو آپ کسی اَور جگہ رشتہ کی کوشش کریں کیونکہ خواب کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ظاہری رنگ میں ہی پوری ہو‘‘۔

رشتوں کی تلاش کے سلسلہ میں ایک اَور مثال بھی ممکن ہے کسی کے لئے کسی رنگ میں مفید ثابت ہو۔ ایک محترمہ اپنے اکلوتے بیٹے کے رشتہ کی تلاش میں لندن سے پاکستان گئیں۔ ان کا پہلا پڑاؤ کراچی تھا جہاں ماشاءاللہ ہماری بہت بڑی جماعت ہے۔ انہوں نے اپنے ملنے والوں اور غالباً شعبہ رشتہ ناطہ کی مدد سے کراچی میں متعدد رشتے دیکھے۔ وہاں سے راولپنڈی تشریف لے گئیں اور اپنی مہم جاری رکھی۔ خاکسار ان دنوں احمدیہ مسجد دہلی دروازہ لاہور میں مقیم تھا اور خاکسار نے بھی کسی قدر مدد کرنے کی کوشش کی۔ لاہور سے وہ قادیان بھی گئیں۔ انہوں نے یقیناً رشتے دیکھنے کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی کی ہوں گی مگر ان ساری کوششوں اور تگ و دو کے بعد وہ حصولِ مقصد میں ناکامی کے بعد واپس تشریف لے آئیں...... جہاں تک خاکسار کو علم ہے وہ زیادہ جہیز کے لالچ میں نہیں تھیں اور یہ مسئلہ اُن کے رستہ میں روک نہیں بنا تھا۔ بلکہ ان کی آئیڈیل لڑکی کچھ تصوّراتی قسم کی چیز تھی۔

دراصل رشتہ کی تلاش اور بہتر سے بہتر کی کوشش میں تو کوئی حرج نہیں تاہم دعاؤں سے کام لیتے ہوئے اور خداتعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے یہ کوشش کی جائے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر کوئی کمی رہ بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دُور کرنے پر قادر ہے۔ اور باہم افہام و تفہیم سے زندگی کے سفر میں کامیابیاں اور خوشیاں بھی حاصل ہوسکتی ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں **جامعہ احمدیہ** کے حوالہ سے کہی جانے والی ایک طویل نظم بعنوان ’’**یہ صبحِ نو کی علامت یہ روشنی کا علَم**‘‘ شائع ہوئی ہے۔ محترم رشید قیصرانی صاحب کی اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کرن کرن میں جہاں اک پیام پنہاں ہے
کہ سر اٹھائیں گی جب ظلمتیں زمانے میں
فلک سے برق بد امن سحاب اتریں گے
دلوں پہ روشنیوں کے نصاب اتریں گے
اور ہر مقام سے روشن ضمیر راہ نورد
چلیں گے راہِ محبت میں کارواں ہو کر
دلوں کی دھڑکنیں بولیں گی یک زباں ہو کر

خدا کرے کہ یہ مکتب قلم کے سلطاں کا
حروف تازہ کا محور رہے زمانے میں
خدا کرے کہ سبھی قافلے محبت کے
یہیں سے لے کے چلیں منزلوں کے پروانے
خدا کرے کہ اسی اک چراغ کی لَو سے
چراغ لاکھ نہیں ، صد ہزار لاکھ جلیں
خدا کرے کہ یہیں سے ہوں فارغ التحصیل
وہ طالبان ، محبت شعار ہو جن کا

خدا کرے کہ اسی کا ہو سایۂ رحمت
خدا کرے کہ اسی کی رہے نگہبانی
وہی جو قادر مطلق ہے سب نشاں اس کے
وہ اس کی قدرت اوّل یہ قدرت ثانی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 16, 2015 – October 22, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 16, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah Yousuf, verses 1-14 with Urdu translation.
00:30	Dars-e-Malfoozat
00:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 25.
01:10	Huzoor's Address To German Guests: Recorded on June 26, 2010.
02:00	Masih Hindustan Main: Programme no. 10.
02:40	Spanish Service: Programme no. 8.
03:15	Pushto Muzakarah
03:55	Tarjamatul Quran Class: Verses of Surah Al Baqarah, verses 141 – 174, Class No. 16, Recorded on November 03, 1994.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 170.
06:00	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 15-24 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic of 'brotherhood'.
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 26.
06:50	Waqfe Nau Ijtema 2011: Recorded on February 26, 2011.
07:30	Hazrat Imam Hussain
08:10	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'the qualities of a true Ahmadi'.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 10, 2015.
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Hood, verses 66-85.
13:50	Hazrat Imam Hussain [R]
14:30	Shotter Shondhane: Rec. January 27, 2012.
15:40	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 47.
16:20	Friday Sermon: Recorded on October 16, 2015.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Waqfe Nau Ijtema 2011 [R]
19:20	MTA Travel
19:50	Hazrat Imam Hussain [R]
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail: Session no. 70.
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 17, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Yousuf, verses 15-24 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran
01:20	Waqfe Nau Ijtema 2011
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 16, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 171.
06:00	Tilawat: Surah Yousuf, verses 25-34 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: The topic is 'A message of Peace'.
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 04.
07:15	Lajna Imaillah Ijtema UK: Recorded on November 02, 2008.
08:40	International Jama'at News
09:10	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Hood, verses 86-106.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hazrat Imam Husain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Lajna Imaillah Ijtema UK [R]
19:50	Faith Matters: Programme no. 181
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time: Programme no. 45.
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday October 18, 2015

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:35	Lajna Imaillah Ijtema UK
03:00	Friday Sermon: Recorded on October 16, 2015.
04:10	Hazrat Imam Husain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 172.
06:05	Tilawat: Surah Yousuf, verses 35-43 with Urdu translation.
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 26.
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on November 07, 2013 in Japan.
07:45	Faith Matters: Programme no. 181.
08:45	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1991.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on June 27, 2014.
12:20	Tilawat: Surah Hood, verses 107-124.
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:15	Shotter Shondhane
15:25	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
16:00	Live Press Point
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Muharram
19:40	Beacon Of Truth
21:00	Press Point [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday October 19, 2015

00:30	World News
00:50	Tilawat
01:05	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:30	Yassarnal Quran
02:00	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:45	Seerat Sahabiyat
03:45	Friday Sermon: Recorded on October 16, 2015.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 173.
06:00	Tilawat: Surah Yousuf, verses 44-53 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 04.
07:05	Peace Conference 2011: Rec. March 26, 2011.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 13, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015.
11:10	Hazrat Imam Hussain
12:05	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 1-19.
12:15	Dars-e-Malfoozat
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 04.
13:05	Friday Sermon: Rec. November 27, 2015.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Hazrat Imam Hussain [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Peace Conference 2011 [R]
19:05	Somali Service: Programme no. 21.
19:35	Dars-e-Malfoozat
19:50	Biography Of Hazrat Imam Hussain
20:30	Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
23:10	Hazrat Imam Hussain [R]

Tuesday October 20, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:25	Peace Conference 2011
02:05	Kids Time: Programme no. 27.
02:35	Friday Sermon: Recorded on November 27, 2015.
03:50	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:10	Medical Matters
04:55	Liqa Maal Arab; Session no. 174.
06:00	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 1-18 with Urdu translation.
06:15	In His Own words: Programme no. 18.
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 27.
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
07:40	Pakistan In Perspective: Programme no. 02.
08:10	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 20.
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1991.
10:15	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 16, 2015.
12:20	Tilawat: Surah Yousuf, verses 20-33.
12:45	Yassarnal Quran
13:00	Faith Matters: Programme no. 181.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 11.
15:45	Aao Urdu Seekhain [R]
16:15	Rabwah Ke Shab-o-Roz
16:50	Pakistan In Perspective [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 39
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 16, 2015.
20:25	Aao Urdu Seekhain [R]
20:45	Australian Service
21:10	Rabwah Ke Shab-o-Roz
21:30	Pakistan In Perspective
22:00	Faith Matters [R]
22:50	Question And Answer Session [R]

Wednesday October 21, 2015

00:15	World News
00:30	Tilawat
00:35	In His Own words
01:10	Yassarnal Quran
01:35	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:05	Pakistan In Perspective
02:45	Aao Urdu Seekhain
03:00	Story Time: Programme no. 45.
03:25	Noor-e-Mustafwi
03:45	Australian Service
04:25	Rabwah Ke Shab-o-Roz
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 182.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 112-124 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain: Programme no. 20.
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 04.
07:10	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on May 27, 2009.
08:05	Hazrat Imam Husain
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 16, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Yousuf, verses 34-48.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on November 27, 2015.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 77.
15:45	Kids Time: Programme no. 27.
16:20	Faith Matters: Programme no. 182.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:20	French Service: Horizons d'Islam
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 22, 2015

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:55	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Qadian Address
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05	Hazrat Imam Husain
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 183.
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 27.
06:50	Waqfe Nau Ijtema: Recorded on May 01, 2011.
08:00	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Verses 110 - 119 of Surah Al-Baqarah. Class no. 13, recorded on September 21, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah Yousuf, verses 49-64.
12:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'steadfastness'.
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 16, 2015.
15:00	Islami Mahino ka Ta'aruf
15:25	Masih Hindustan Main: Programme no. 11.
16:05	Persian Service
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Waqfe Nau Ijtema [R]
19:30	German Service
20:40	Faith Matters: Programme no. 182.
21:50	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 16 October, 2015 | Issue No. 42

اس سال مجلس انصاراللہ اپنی مجلس کے قائم ہونے کے 75 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے۔ اکثر جگہوں پر ان پروگرامز کے مطابق یہ جوبلی منائی گئی۔

پس 75 سال پورے ہونے پر یہاں کی انصاراللہ بھی اور دنیا کی انصاراللہ کی تنظیمیں بھی یہ جائزے لیں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ صرف انصاراللہ کا ممبر ہونا تو مقصد نہیں ہے بلکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنا اصل مقصد ہے تبھی ایک کے بعد دوسری نسل اس کام کو سنبھالنے کے لئے آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تبھی ہم اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ تبھی ہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے انصار میں شمار ہو سکیں گے اور ہم حقیقت میں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے کہلا سکیں گے۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ انصاراللہ کون ہیں؟ لفظ حَوَارِی کے مختلف لغوی معانی کا بیان اور اس حوالہ سے انصار کو اہم نصائح

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس سال سے اوپر والے افراد جماعت پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے آپ کی تنظیم کا نام انصاراللہ رکھا تاکہ اس عمر میں جب ہر لحاظ سے انسان پختہ ہو چکا ہوتا ہے اپنے تجربے اور صلاحیت سے جماعت کے لئے ایک مفید وجود بن سکے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی دنیاوی بادشاہتوں کے ساتھ دین سے دور جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ہوگی۔ بادشاہوں کو اپنی بادشاہت کا زُعم نہیں ہوگا بلکہ وہ آپ علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہ آپ کی تعلیم کو اپنانے والے ہوں گے۔ یہ زمانہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا جب بادشاہ مجبور ہوں گے کہ مسیح محمدی کو مانیں۔

اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے اور ہم وہیں کھڑے ہیں تو ہم نام کے انصاراللہ ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی قربانیوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی عملی، اخلاقی حالتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی ان کوششوں کو دیکھنا ہے جو دین کو پھیلانے کے لئے ہم کر رہے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق وہ آپ کو عبادت کرنے والے بھی عطا فرما رہا ہے اور آپ کو آپ کے پیغام کو آگے پہنچانے والے بھی عطا فرما رہا ہے۔

نو احمدیوں میں نمایاں پاک تبدیلیوں، نمازوں کے قیام اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی اور غیر معمولی توجہ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اگر صرف عاملہ ممبران ہی مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک نماز باجماعت کی طرف توجہ کریں تو پینتیس سے پچاس فیصد حاضری تو انہیں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر انصار اس سلسلہ میں اپنے نمونے دکھائیں تو خدّام تو پھر خود بخود ان کے نمونے دیکھ کر عمل کرنے شروع کر دیں گے۔

آج انصاراللہ کی تنظیم کو 75 سال پورے ہونے کا اگر ہم صحیح فیض اٹھانا چاہتے ہیں یا اس لئے منا رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنیں تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی باتوں کو سن کر اس پر عمل کریں۔ اپنے دلوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنائیں۔ ہر جگہ انصار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ کریں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جہاں اپنے پر لاگو کریں وہاں اگلی نسلوں کی بھی فکر کرتے ہوئے انہیں بھی اسی انعام سے وابستہ رکھیں جو انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں دیا ہے اور پھر نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

مجلس انصاراللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر بیت الفتوح لندن میں 20/ستمبر 2015ء بروز اتوار حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس سال جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجلس انصاراللہ اپنی مجلس کے قائم ہونے کے 75 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے۔ اس حوالے سے مختلف ممالک میں مجالس انصار اللہ نے پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ اکثر جگہوں پر ان پروگرامز کے مطابق یہ جوبلی منائی گئی۔ مجلس انصار اللہ یوکے نے بھی اس حوالے سے اس سال کے اجتماع پر بیرونی ممالک کے صدران انصار اللہ اور نمائندگان کو اجتماع انصار اللہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس دفعہ یورپ اور بعض اور ممالک کے انصاراللہ کے نمائندگان آج یہاں شامل ہیں۔

جوبلی منانا اچھی بات ہے۔ یہ بہت سی باتوں کی طرف توجہ بھی دلاتی ہے اور اس کے منانے کے حوالے سے بعض اہم منصوبوں کو انجام دینے کی طرف خاص توجہ پیدا ہوتی ہے، وعدے کئے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اپنے جائزے لئے جاتے ہیں۔ پس اگر اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں